آیاتہا ۸۸　سُوْرَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ ۳۸　رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ صٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پاس گئی جن میں ابوجہل بھی تھا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو گالیاں دیتا ہے، یہ یہ کرتا ہے اور یہ یہ کہتا ہے، کاش! آپ اسے بلاتے اور اسے منع کرتے۔ ابو طالب نے آپ کو بلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گھر میں داخل ہوئے۔ قریش کے افراد اور ابو طالب کے درمیان ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل کو ڈر ہوا اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے پاس بیٹھ گئے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نرم پڑ جائیں گے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اس جگہ میں بیٹھ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے قریب جگہ نہ پائی تو دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! کیا وجہ ہے کہ تیری قوم تیری شکایت کرتی ہے، وہ گمان کرتی ہے کہ آپ ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں اور یہ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی کہا اے چچا جان! میں تو ان سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں، وہ یہ کہہ دیں تمام عرب ان کا زیر نگین ہو جائے گا اور عجمی انہیں جزیہ دیں گے۔ وہ آپ کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ایک بات کیوں نہیں دس باتوں کا مطالبہ کرو۔ انہوں نے پوچھا وہ بات کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ گھبرا کر اٹھے۔ کپڑے جھاڑے، وہ کہہ رہے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ تو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ (ص: 1-8)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے جن میں ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب بن عبد یغوث اور قریش کے کچھ اور بزرگ بھی تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہمیں ابو طالب کے پاس لے چلو۔ اس معاملہ میں اس سے بات کریں۔ وہ ہمارے اور اس کے درمیان انصاف کرے۔ وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اس کے معبود کو چھوڑ دیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ یہ شیخ فوت ہو جائے تو ہمارے جانب سے کوئی واقع ہو تو عرب ہمیں عار دلائیں۔ وہ کہیں گے اسے چھوڑے رکھا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

یہاں تک کہ اس کا چچا فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ انہوں نے ایک آدمی ابو طالب کے پاس بھیجا جس کو مطلب کہتے جس نے حضرت علی سے ان کے لیے اجازت طلب کی، کہا یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ابو طالب نے جواب دیا انہیں داخل کرو۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو انہوں نے کہا اے ابو طالب! تو ہمارا بڑا اور سردار ہے۔ اپنے بھتیجے کے معاملہ میں ہم سے انصاف کر۔ اسے حکم دو کہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اور اس کے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ابو طالب نے حضور ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ انہوں نے تجھ سے انصاف کا مطالبہ کیا ہے کہ تو ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائے۔ وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! کیا میں انہیں اس سے بہتر امر کی دعوت نہ دوں؟ ابو طالب نے پوچھا تو انہیں کس چیز کی طرف بلاتا ہے؟ فرمایا میں انہیں ایک ایسی بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ بات اپنی زبان سے کہہ دیں تو تمام عرب ان کا مطیع ہو جائے اور اس کے ذریعے عجم کے مالک بن جائیں۔ ابو جہل نے قوم کی طرف سے کہا تیرے باپ کی قسم! وہ کیا ہے؟ ہم ضرور وہ تمہیں دیں گے اس جیسی دس اور بھی مانیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور کہا ہم نے تو کسی اور بات کا سوال کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میرے پاس سورج لے آؤ یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ میں تم سے کسی اور کا سوال نہیں کروں گا۔ وہ غصے ہو گئے اور آپ کے پاس سے ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہا اللہ کی قسم! ہم تجھے اور تیرے اللہ کو بھی برا بھلا کہیں گے جو تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ (1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِؕ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾

"ص، قسم ہے قرآن سراپا نصیحت کی (دعوت محمدی حق ہے)۔ لیکن یہ کفار تکبر اور مخالفت میں (اندھے) ہو گئے ہیں۔ بہت سی امتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے۔ پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے صٓ کے بارے میں پوچھا گیا تو دونوں نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ صٓ سے مراد ہے قرآن سے ہم کلام ہو۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے صٓ وَ الْقُرْاٰنِ یعنی صادکے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 138

marfat.com
Marfat.com

دال کے نیچے کسرہ پڑھتے تھے وہ اسے مصدر مصاداۃ سے مشتق مانتے۔ کہتے معنی ہے قرآن کے ساتھ یک سو ہو جا۔ عبدالوہاب نے کہا اس کا اپنے عمل سے مقابلہ کر دیکھو، تیرا عمل قرآن کے کتنے مقابل ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ کا معنی ہے میں اللہ سچا ہوں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ یعنی قران ان کی مجالس میں نازل ہوا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِی الذِّكْرِ یہ شرف والا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے "مصاحف" میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ کے متعلق یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ جواب قسم ہے فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ یعنی حمیت اور فراق میں ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِزَّةٍ اور شِقَاقٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلبہ کے حصول میں مقابلہ کرنے والے اور نافرمانیاں کرنے والے ہیں۔ وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ یہ فرار کا موقع نہیں ہے۔(5)

امام طیالسی، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ اور فرار کا موقع نہیں۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا یہ فرار کا وقت نہیں عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعمش کو کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَذَكَّرْتُ لَيْلٰى لَاتَ حِيْنَ تَذَكُّرٍ وَقَدْ تُبْتُ عَنْهَا وَالْمَنَاصُ بَعِيْدُ

"لیلیٰ نے یاد کیا جبکہ یہ یاد کرنے کا وقت نہیں، میں نے اس سے توبہ کر لی جبکہ فرار کا وقت بہت دور ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ندا کی جبکہ اس وقت ندا انہیں کوئی نفع نہیں دیتی۔ پھر سابقہ شعر پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا معنی ہے یہ فرار کا موقع نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 139 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 140
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 41-140 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 143 6۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مدد کا وقت نہیں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزع فزع کا وقت نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ندا کا وقت نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے انہوں نے توحید اور عذاب کو اس وقت ندا کی۔ جب دنیا ان سے گزر چکی تھی اور انہوں نے توبہ کو ندا کی جبکہ دنیا ان سے زائل ہو چکی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قوم نے اس وقت ندا کی جب ندا کا وقت نہیں۔ انہوں نے توبہ کا اس وقت ارادہ کیا جب انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ اس نے نہ انہیں نفع دیا اور نہ ہی ان کی توبہ قبول ہوئی۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عکرمہ سے وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ پلٹنے کا وقت نہیں ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سریانی یہ کہنے کا ارادہ کرے ولیس تو کہتا ہے ولات۔

وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ٘ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ
كَذَّابٌۚۖ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۝ وَ
انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ
یُّرَادُۚۖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌۚۖ
ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا
یَذُوْقُوْا عَذَابِ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ
الْوَهَّابِۚ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ۫
فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۝
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِۙ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ
لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْــٴَـیْكَةِ ؕ اُولٰٓىٕكَ الْاَحْزَابُ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ

1۔ [illegible]

2۔ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

''اور وہ (اس پر) حیران تھے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان میں سے، اور کفار کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر ہے، کذاب ہے۔ کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا۔ بیشک یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ اور تیزی سے چل دیئے قوم کے سردار (رسول کے پاس سے) اور (قوم سے کہا) یہاں سے نکلو اور جمے رہو اپنے بتوں پر۔ بیشک اس میں اس کا کوئی (ذاتی) مدعا ہے۔ ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (نصرانیت) میں بھی نہیں سنی۔ یہ بالکل من گھڑت مذہب ہے۔ کیا نازل کیا گیا ہے اس پر الذکر (قران) ہمارے درمیان میں سے۔ بلکہ یہ کفار شک میں مبتلا ہیں میرے ذکر کے متعلق، بلکہ انہوں نے ابھی نہیں چکھا میرے عذاب کا مزا کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے جو عزت والا بے حساب عطا کرنے والا ہے۔ کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، بس چاہیے کہ چڑھ جائیں (آسمان پر) اس کی راہوں سے۔ (درحقیقت) کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دے دی جائے گی۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور میخوں والے فرعون نے۔ اور ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے۔ یہی وہ گروہ ہیں (جن کا ذکر پہلے گزر چکا) ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو (ان پر) لازم ہو گیا میرا عذاب۔ اور نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ (کفار مکہ) مگر ایک کڑک کی جس کے بعد مہلت نہیں ہوگی۔ اور (مذاقاً) کہتے ہیں اے ہمارے رب! جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ مشرک اس بات سے متعجب ہوئے کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور کہا کہ ایک خدا ہماری تمام ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے غزوہ بدر کے موقع پر کہا وہ نہیں ہیں مگر عورتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ وہی ملأ ہیں اور یہ آیت تلاوت کی وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب قریش کے اشراف ابو طالب کے پاس گئے تا کہ وہ آپ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں گفتگو کریں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 151

marfat.com
Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمَلَاُ سے مراد ابوجہل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔ انہوں نے کہا اگر یہ قرآن حق ہوتا تو نصاریٰ اس کے بارے میں ہمیں بتاتے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ بات نہ ہم نے اس دین میں اور نہ اس زمانے میں اس بارے میں سنا۔ انہوں نے کہا یہ ایسی چیز ہے جسے یہ خود گھڑتے ہیں اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ نہیں اللہ کی قسم! ان کے پاس کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے مختص کر لیتا ہے۔ فِی الْاَسْبَابِ کا معنی ہے آسمان میں۔(4)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِی الْاَسْبَابِ سے مراد آسمان میں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَسْبَابِ بال سے باریک اور لوہے سے مضبوط ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہوتا ہے مگر اسے دیکھا نہیں جاتا۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے دروازے ہی اسباب ہیں۔ جُنْدٌ سے مراد قریش اور احزاب سے مراد سابقہ قومیں ہیں۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ مشرکوں کے لشکر شکست کھائیں گے۔ اس کی تاویل غزوہ بدر کے موقع پر ظاہر ہوئی۔ وَ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اس کے کیل رسیاں اور کھیل والے ساتھی تھے جو ان پر اس کے لیے کھیلتے۔ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر عذاب واقع ہو گیا۔ وَ مَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ۔ هٰۤؤُلَآءِ سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے۔ صَیْحَةً وَّاحِدَةً سے مراد قیامت ہے۔ مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ اس کے لوٹنے اور پلٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یعنی عذاب میں سے ہمارا حصہ۔ یَوْمِ الْحِسَابِ یعنی قیامت کے دن یہ بات ابوجہل نے کی تھی اے اللہ! محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (الانفال)(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 52-150
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 153
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 53-152
8۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 58-56-153

marfat.com
Marfat.com

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے فَوَاقٍ کا معنی رجوع نقل کیا ہے: یعنی لوٹنا قِطَّنَا ہمارا عذاب۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَوَاقٍ کا معنی لوٹنا نقل کیا ہے۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے ساتھ جلد معاملہ کرے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کے بارے میں بتایئے فرمایا قط سے مراد جزاء ہے۔ عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعشی کا شعر نہیں سنا:

وَلَا الْمَلِكُ النُّعْمَانُ يَوْمَ لَقِيْتُهُ بِنِعْمَةٍ يُعْطِيْنِي الْقُطُوْطَ وَيُطْلِقُ

"جس روز میں بادشاہ نعمان سے ملتا ہوں، وہ نعمت کے بدلے میں جزائیں نہیں دیتا اور نہیں چھوڑتا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری سزا نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری کتاب نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہمارا حصہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یہ نضر بن حرث بن علقمہ بن کلدہ نے کہا تھا جو بنو عبد الدار سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ معارج میں ہے سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ (المعارج) یعنی اس نے ایسے عذاب کے بارے میں سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ انفال میں ہے اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (الانفال) عطاء نے کہا اس کے بارے میں دس آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عدی رحمہ اللہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت میں سے ہمیں جلد حصہ عطا فرما۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

"(اے حبیب!) صبر کرو ان کی (نامعقول) باتوں پر اور یاد فرماؤ ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا۔ وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی طاعت میں بڑی قوت والے ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَيْدِ کا معنی عبادت میں قوت۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58-156، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 160

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 113 (2582)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَیْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ کو عبادت میں قوت اور اسلام میں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبادت کرنے میں قوت اور ہدایت میں بصیرت۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کہے کہ میں حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ عبادت گزار ہوں۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے وقت طویل نماز پڑھتے۔ آپ رکوع کرتے پھر سر اٹھاتے تو آسمان کی طرف دیکھتے۔ پھر کہتے اے آسمان کو آباد کرنے والے! میں نے تیری طرف سر اٹھایا ہے جس طرح غلام اپنے مالک کی طرف دیکھتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تیرا کونسا رزق سب سے پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام منبر پر بیٹھ کر کھجور کے پتوں کی ٹوکری بناتے۔ پھر اسے بازار بیچتے پھر اس کی قیمت سے کھانا کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو اٹھتے تو کہتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں اور ستارے ڈوب گئے تو حی وقیوم ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی لفظ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اَوَّابٌ سے مراد وہ آدمی ہے جو تنہائی میں اپنے گناہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گناہوں سے لوٹنے والا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ توبہ کرنے والا لوٹنے والا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 139 (7749)، مکہ مکرمہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 161

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے رب کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد یقین کرنے والے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾

''ہم نے فرمانبردار بنادیا تھا پہاڑوں کو وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے عشاء اور اشراق کے وقت۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تو وہ پہاڑ بھی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے الاشراق۔ یعنی جب سورج چمکتا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے بارے میں بتایئے فرمایا جب سورج روشن ہو جائے تو نماز واجب ہو جاتی ہے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

لَمْ يَنَمْ لَيْلَةَ التَّمَامِ لِكَيْ يَصِبِحَ حَتّٰى اِضَاءِةِ الْاِشْرَاقِ

''وہ مکمل رات نہ سویا تا کہ، سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے یہ قرآن میں کہاں ہے؟ یہاں تک کہ بعد میں کہا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ۔ یہی اشراق ہے۔ بعد میں حضرت ابن عباس نے چاشت کی نماز ادا کی۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کہا میں نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس آیت کے پڑھنے کا کہتا مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا معنی کیا ہے یہاں تک کہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھیں حضرت ابن عباس نے کہا میرا گمان ہے کہ اس وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے مطابق ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی میں وہاں سے نکلا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا۔ میں نے کہا حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں۔ ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ میں نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کے لیے نبی کریم ﷺ کی چاشت کی نماز کے بارے میں مجھے بتایئے تو انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

وہ حدیث بیان کی۔ حضرت ابن عباس نے کہا اس آیت کا معنی اشراق کی نماز ہے، یہی چاشت کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے سعید سے وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، ان پر غبار تھا۔ آپ نے مجھے بڑے پیالے (میں پانی ڈالنے کا) حکم دیا۔ میں آٹے کا اثر دیکھتی ہوں۔ میں اس میں پانی ڈالتی ہوں۔ آپ نے ایک کپڑا ڈالنے کا حکم دیا جو میرے اور ان کے درمیان ہو۔ آپ نے پردہ کیا، اٹھے اور اپنے اوپر پانی بہانے لگے۔ پھر اٹھے تو چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ مجاہد نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا یہ اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں چاشت کی نماز کے بارے میں پوچھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میں نے کسی صحابی کو نہ پایا جس نے میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز کو ثابت کیا ہو مگر ام ہانی نے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز کو دیکھا کہ آپ نے یہ نماز ایک دفعہ آٹھ رکعت پڑھی۔ یہ فتح مکہ کا دن تھا اور آپ نے صرف ایک چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ اس چادر کی دونوں جانب ایک دوسری سمت پر ڈالی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کو یہ نماز نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس سے کیا حضرت ابن عباس نے فرمایا میں اس آیت کے مصداق کے بارے میں متذبذب تھا۔ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ میں کہتا تھا صلاۃ اشراق کونسی نماز ہے؟ پس یہ چاشت کی نماز ہی اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن حارث سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم ان کو ام ہانی کے پاس لے گئے ہم نے حضرت ام ہانی سے کہا جو خبر آپ نے ہمیں دی ہے وہ حضرت ابن عباس کو بتاؤ۔ تو حضرت ام ہانی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت ابن عباس وہاں سے نکلے۔ وہ کہہ رہے تھے میں نے قرآن حکیم مکمل پڑھا۔ مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ صلاۃ اشراق کیا ہے مگر اب پتہ چلا ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ (1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے چاشت کی نماز کو قرآن میں تلاش کیا تو میں نے اسے بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ میں پایا۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاشت کی نماز پر اوّاب کے علاوہ کوئی آدمی محافظت نہیں کرتا یہ اوّابین کی نماز ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 62-161، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 459 (1182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے ''ترغیب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی فرمایا اے انس! چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء والوں کے پاس تشریف لے گئے وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب فصال (اونٹ کے بچوں کے پاؤں) گرم ہو جائیں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاشت کی نماز پر اَوّابؔ کے علاوہ کوئی محافظت نہیں کرتا۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کیں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے سونے کا محل بنا دیتا ہے۔(3)

ابو نعیم حضرت انس سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔

امام حمید بن زنجویہ نے ''فضائل اعمال'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے کہ اسے جھلسائے یا اسے کھائے۔

امام حمید بن زنجویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سلمی اور ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز جماعت والی مسجد میں پڑھی پھر اس میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چاشت کی نماز پڑھی تو اس کے لیے حج اور عمرہ کرنے والے جیسے آدمی کا ثواب ملے گا۔ اس کا حج اور عمرہ ہو گیا۔(4)

امام ابو داؤد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز کی جگہ بیٹھا رہا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں، وہ بات کرے تو خیر کی کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اسے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے چار رکعتیں پڑھیں اسے عابدین میں لکھا جائیگا۔ جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(6)

امام حمید بن زنجویہ، بزار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 145، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 173 (7785)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 337 (473)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 133 (16939)، دار الفکر بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 49، دار الفکر بیروت
6۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 494 (3419)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

فرمایا اگر تو نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو تجھے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے چار رکعتیں پڑھیں تو تو محسنین میں سے ہوگا۔ اگر تو نے چھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے قانتین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے آٹھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے فائزین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے دس رکعتیں پڑھیں تو اس روز تیرے حق میں کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے چاشت کے نفلوں پر دوام اختیار کیا تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔(2)

وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

''اور پرندوں کو، وہ بھی تسبیح کے وقت جمع ہو جاتے۔ سب ان کے فرمانبردار تھے اور ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے بخشی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَحْشُوْرَةً کا معنی ہے کہ آپ کے لیے مسخر کر دیے گئے۔ اَوَّابٌ کا معنی مطیع، الْحِكْمَةَ کا معنی سنت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد یہ ہے کہ گواہ مدعی پر اور قسم مطلوب پر ہے۔(3)

عبد بن حمید اور حاکم نے مجاہد سے وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے دنیا کے بادشاہوں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے ازروئے دلیل کے سب سے قوی تھے۔ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ یعنی جو بات بھی کی اسے نافذ کیا اور فیصلہ میں عدل کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دعویٰ کیا کہ فلاں نے اس کا بیٹا مار ڈالا ہے تو دوسرے نے اس کا انکار کر دیا۔ دوسرے سے گواہ طلب کیے اس کے گواہ بھی نہ تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا دونوں چلے جاؤ تاکہ میں تمہارے معاملے میں غور و فکر کروں۔ وہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ گئے۔ آپ کو خواب آیا۔ آپ کو کہا گیا کہ جس نے مدد طلب کی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یہ خواب ہے۔ میں اس وقت تک جلدی نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں یقین نہ کر لوں۔ دوسری رات بھی آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر بھی ایسا نہ کیا۔ تیسری رات پھر انہیں خواب آیا حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو ورنہ اللہ کی جانب سے تجھے سزا دی جائے گی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ عرض کی تم بغیر گواہ اور دلیل کے مجھے قتل کرتے ہو۔ فرمایا ہاں۔ اللہ کی قسم! میں تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور نافذ کروں گا۔ اس آدمی نے کہا میرے بارے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تجھے خبر دوں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے بدلے میں

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 48، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 162,64,65

marfat.com
Marfat.com

کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا لیکن میں نے اس کے والد سے دھوکہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس وجہ سے میں پکڑا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی حیثیت بنی اسرائیل میں قوی ہوگئی اور آپ کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے یہی مراد ہے۔(1)

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے مراد ہے کہ ہر دن اور رات چار ہزار سپاہی آپ کی حفاظت کرتے تھے الْحِكْمَةَ سے مراد نبوت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد علم القضاء ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ کا معنی ہے کہ انہیں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْحِكْمَةَ کا معنی درست اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد ایمان اور گواہ ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد درست فیصلہ اور اس کی سمجھ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سے فَصْلَ الْخِطَابِ کا معنی فصل القضاء نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد فیصلے کی سمجھ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شریح فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد گواہ اور ایمان ہے۔(6)

بیہقی نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے: حضرت داؤد علیہ السلام کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ اس سے رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان سے میرے نام کی قسم لیں اور ان سے گواہ پوچھیں، فرمایا یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد آدمی کا یہ کہنا ہے اما بعد۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ آدمی کا یہ قول ہے: اما بعد(8)

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے اما بعد کے الفاظ کہے۔ یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زیاد بن ابو سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فَصْلَ الْخِطَابِ جو حضرت ابو داؤد علیہ السلام کو دیا گیا وہ اما بعد ہے۔

وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 162,63,64
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 164 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 8۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾

"اور کیا آئی ہے آپ کے پاس اطلاع فریقان مقدمہ کی جب انہوں نے دیوار پھاندی عبادت گاہ کی۔ اور جب اچانک داخل ہوئے داؤد پر پس آپ کچھ گھبرا گئے ان سے۔ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم تو مقدمہ کے دو فریق ہیں، زیادتی کی ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمایئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور دکھایئے ہمیں سیدھا راستہ۔ (صورت نزاع یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کردے اور سختی کرتا ہے میرے ساتھ گفتگو میں۔ آپ نے فرمایا بیشک اس نے ظلم کیا ہے تم پر یہ مطالبہ کر کے کہ تیرے دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملا دے۔ اور اکثر حصہ دار زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر سوائے ان حصہ داروں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اور فوراً خیال آ گیا داؤد کو کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے اپنے رب سے اور گر پڑے رکوع میں اور (دل و جان سے) اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔"

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے آپ سے گفتگو کی کہ وہ اپنا بچاؤ کریں گے اگر وہ آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا کہ عنقریب تجھے آزمائش میں ڈالا جائیگا اور عنقریب تجھے اس دن کا علم بھی ہو جائے گا جس میں تجھے آزمایہ جائے گا اس میں پوری احتیاط کر لینا۔ آپ سے کہا گیا یہ وہ دن ہے جس میں تجھے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور لی، عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ عبادت گاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ زبور کو اپنی گود میں رکھ لیا اور دروازے پر ایک منصف کو بٹھا دیا اور اسے حکم دیا۔ آج میرے پاس آنے کی کسی کو اجازت نہ دینا اسی اثناء میں کہ آپ زبور پڑھ رہے تھے کہ ایک سنہری پرندہ آیا پرندے میں جتنی خوبصورتی ہو سکتی تھی۔ وہ اس میں موجود تھی۔ اس میں ہر رنگ موجود تھا۔ وہ آپ کے سامنے سے قریب ہونے لگا۔ وہ آپ کے قریب ہو گیا اور آپ کے لیے ممکن ہو گیا کہ آپ اسے پکڑ لیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ اسے پکڑ لیں۔ وہ اڑ گیا آپ نے اس کی طرف جھانکا تا کہ دیکھیں کہ کہاں بیٹھتا ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہے جو اپنے

marfat.com

Marfat.com

حوض کے پاس حیض سے غسل کر رہی ہے۔ جب عورت نے آپ کا سایہ دیکھا تو اس نے اپنے سر کو حرکت دی۔ اس نے اپنے بالوں کے ساتھ اپنے پورے جسم کو ڈھانپ لیا۔ اس عورت کا خاوند اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فوج کے سپہ سالار کی طرف خط لکھا: خیال رکھو اس کو تابوت اٹھانے والوں میں شامل کر دو۔ یا تو انہیں فتح ہوگی یا انہیں شہید کر دیا جائے گا۔ تو سپہ سالار نے اسے تابوت اٹھانے والوں میں شامل کر دیا تو وہ آدمی شہید ہو گیا۔

جب اس عورت کی عدت ختم ہو گئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دعوت نکاح دی۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ نکاح کرنے پر شرط لگائی۔ اگر میں بچہ جنوں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوگا۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام پر بنی اسرائیل کے پانچ آدمی گواہ بنائے اور اس بارے میں تحریر لکھوائی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انہوں نے یہ تحریر لکھ دی ہے یہاں تک کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنا۔ وہ جوان ہوئے۔ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر ان کی عبادت گاہ میں آ گئے۔ دونوں فرشتوں کا وہی معاملہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔(1)

امام حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ مصیبت اس وجہ سے آئی کہ انہوں نے فخر کیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ انہوں نے کہا اے میرے رب! رات اور دن کی کوئی ایسی گھڑی نہیں مگر بنی اسرائیل کا کوئی عبادت گزار تیری عبادت کر رہا ہوتا ہے، تیرے لیے نماز پڑھتا ہے، تیری تسبیح کرتا ہے، تیری کبریائی کو بیان کرتا ہے اور دوسری چیزیں بھی ذکر کیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے اس عمل کو ناپسند کیا اور فرمایا اے داؤد! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے۔ اگر میری مدد نہ ہو تو اس پر طاقت نہ رکھے۔ میرے جلال کی قسم! میں تجھے صرف ایک دن کے لیے تیرے نفس کے سپرد کروں گا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے اس بارے میں آگاہ کر دینا اس دن انہیں آزمائش نے آ لیا۔(2)

امام حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دیکھا تو بنی اسرائیل پر یہ امر لازم ہو گیا اور امیر لشکر کو تاکیدی حکم دیا کہ جب دشمن آئے تو فلاں آدمی کو تابوت کے سامنے رکھو۔ اس زمانے میں تابوت کے وسیلہ سے مدد لی جاتی تھی۔ جسے تابوت کے سامنے رکھا جاتا وہ شہید ہوئے بغیر واپس نہیں آتا تھا یا لشکر شکست کھا جاتا تھا۔ وہ آدمی شہید ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سجدہ کیا۔ آپ چالیس دنوں تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے برابر تک گھاس اگ آئی دیمک آپ کی پیشانی کو کھا گئی۔ آپ سجدہ میں یہ کہتے تھے اے میرے رب! حضرت داؤد علیہ السلام نے ایسی لغزش کی ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان دوری سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے میرے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 343 (31894)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

رب! اگر تو رحم نہ فرمائے تو داؤد کمزور ہو جائے گا۔ اگر تو اس کے گناہ نہ بخشے تو اس کے گناہ کو مخلوق میں اس کے بعد نیا کر دینا۔

حضرت جبرئیل امین چالیس دنوں کے بعد آئے اور فرمایا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور (حضرت داؤد نے کہا) تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناانصافی نہیں کرتا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب فلاں آئے گا اور عرض کرے گا کہ میرا خون حضرت داؤد علیہ السلام کے سر ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا میں نے اس بارے میں تیرے رب سے سوال نہیں کیا۔ اگر تو پسند کرے تو میں ایسا کرتا ہوں۔ حضرت داؤد نے کہا ہاں۔ آپ ٹھہرے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل اترے اور کہا اے داؤد! میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کے بارے میں پوچھا ہے جو تو نے کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا داؤد سے کہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم دونوں کو جمع کرے گا اور فرمایا ابھی تیرا وہ خون جو حضرت داؤد کے ذمہ ہے وہ مجھے ہبہ کر دے اور بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! وہ تیرے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لے جنت میں وہ کچھ ہے جو تو چاہے اور جس عوض کی تو خواہش کرے وہ تیرے لیے ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوئی۔ ان کی خطا یہ تھی کہ جب آپ نے اس عورت کو دیکھا اس کے بارے میں حکم دیا۔ اس سے الگ تھلگ رہے۔ اس کے قریب نہ گئے دو جھگڑا کرنے والے آئے۔ وہ دیوار پھلانگ کر عبادت گاہ میں آ گئے۔ جب آپ نے ان دونوں کو دیکھا تو ان دونوں کی طرف اٹھے۔ فرمایا دونوں نکل جاؤ۔ تم کیوں میرے پاس آئے ہو۔ دونوں نے کہا ہم مختصری بات آپ سے کرنا چاہتے ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ مجھ سے وہ ایک بھی لے لے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ اس کا یہاں سے لے کر یہاں تک پھاڑ دوں یعنی ناک سے لے کر سینے تک۔ آدمی نے کہا یہ داؤد ہے جس نے یہ کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے کہ اس کی یہ مراد ہے اور اپنے گناہ کو پہچان لیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں چالیس دن اور چالیس راتیں سجدہ میں رہے۔ اس کی غلطی ان کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھتے تاکہ غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ اس کے آنسوؤں سے ان کے اردگرد سبزہ اگ آیا جس سبزہ نے ان کے سر کو ڈھانپ لیا ندا کی گیا تو بھوکا ہے تو تجھے کھلایا جائے یا ننگا ہے تو پہنایا جائے یا مظلوم ہے تو تیری مدد کی جائے۔ جب آپ کو گناہ یاد نہ رہا آپ نے شدید گریہ کیا یہاں تک اردگرد کا سبزہ سوکھ گیا۔ تو اس موقع پر آپ کو بخشش دیا گیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کا رب انہیں فرمائے گا میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ تو وہ عرض کریں گے میرے رب! میرا گناہ میرا گناہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پیچھے ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا قدم پکڑ لے تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے (2)۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ اہل سنت و جماعت کی عقائد کی کتابوں میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہونے سے پاک ہے اس لئے جن آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے اعضاء کا ذکر ہے وہ متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت مخفی ہے۔ (مترجم)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31888)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کو وہ شان عطا فرمائی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ تو مجھے بھی ایسی ہی شان عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے انہیں ایسی آزمائش میں ڈالا۔ جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا اگر تو چاہے تو میں تجھے بھی ایسی آزمائش میں مبتلا کردوں اور میں تجھے بھی وہ شان عطا کردوں جو میں نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی جی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کام کر یہاں تک کہ میں تیری آزمائش دیکھوں۔

وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ یہ سلسلہ ان پر بہت طویل ہوگیا۔ قریب تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھول بھی جائیں۔ اسی اثناء میں کہ آپ اپنی خصوصی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک کبوتری آئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں تو وہ اس کمرے کے روشن دان کی طرف اڑ گئی۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ وہ اڑ گئی۔ آپ نے روشن دان سے جھانکا تو آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ عبادت گاہ سے نیچے اترے اسے پکڑنے کے لیے گئے اور اس عورت کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ عورت آئی، آپ نے اس سے اس کے خاوند اور اس کے معاملات کے بارے میں پوچھا۔ اس عورت نے بتایا کہ اس کا خاوند موجود نہیں۔ حضرت داؤد نے اس فوجی مہم کے امیر کی طرف پیغام بھیجا اسے کہ اس لشکر کا امیر بنایا جائے تا کہ اس عورت کا خاوند فوت ہو جائے۔ اس امیر نے ایسا ہی کیا اس کے ساتھی مارے جاتے اور وہ بچ جاتا بعض اوقات وہ غالب آجاتے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جس معاملہ میں پڑے ہیں تو اس کے معاملہ کو نافذ کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں موجود تھے کہ سامنے سے دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آگئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے دونوں کو دیکھا جبکہ آپ پڑھ رہے تھے تو آپ گھبرا گئے اور خاموش ہوگئے اور کہا میں تو اپنے ملک میں کمزور ہوگیا ہوں یہاں تک کہ لوگ میری عبادت گاہ کی دیواریں بھی پھلانگنے لگے ہیں۔ دونوں نے کہا جس کا ذکر قرآن میں ہے لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ہم تیرے پاس آئیں ہماری بات سنو۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا یعنی وہ سو پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میرے لیے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑتا۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ اگر میں اور وہ بلائے تو اس کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اگر میں اور یہ پکڑے تو یہ مجھ سے قوت میں بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ کا یہی معنی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو اپنی بھیڑ کا زیادہ مستحق ہے۔ تیرے ساتھی نے تجھ سے بھیڑ مانگ کر تجھ پر ظلم کیا ہے اور خود بھول گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات کی تو دونوں فرشتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دیکھا۔ انہیں گمان ہوا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بخشش طلب کی رکوع میں جھک گئے اور توبہ کی یعنی چالیس رات تک اسی حالت میں

marfat.com
Marfat.com

رہے یہاں تک کہ آنکھ کے آنسوؤں سے سبزہ اُگ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کو مضبوط کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن عورتوں کے لیے، ایک دن عبادت کے لیے، ایک دن بنو اسرئیل میں فیصلے کرنے کے لیے اور ایک دن بنو اسرئیل کے لیے۔ انہوں نے پوچھا کیا انسان پر کوئی ایسا دن بھی آتا ہے جس میں وہ کوئی گناہ نہ کرے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں یہ بات کی کہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب ان کی عبادت کا دن تھا تو آپ نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ آپ نے حکم دیا کہ آج ان کے پاس کوئی بھی نہ آئے اور تورات پر جھک گئے۔

اسی اثناء میں کہ آپ تورات کی تلاوت کر رہے تھے کہ سونے کی ایک کبوتری جس میں ہر رنگ موجود تھا۔ آپ کے سامنے آ گری۔ آپ اس کی طرف جھکے تا کہ اسے پکڑ لیں وہ کبوتری اڑ گئی۔ آپ کے بیٹھنے کی جگہ سے وہ تھوڑی دور جا گری آپ لگا تار اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے حسن اور صورت نے آپ کو حیران کر دیا۔ جب اس عورت نے زمین میں آپ کے سائے کو دیکھا تو اس نے اپنے بالوں سے اپنے آپ کو پردے میں کر لیا۔ یہ چیز اور زیادہ آپ کو اچھی لگی۔ آپ نے اس کے خاوند کو کسی مہم پر بھیجا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے فلاں فلاں جگہ بھیجا جائے۔ جب وہ وہاں جائے تو قتل ہو جائے واپس نہ لوٹے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ آدمی مارا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دعوت نکاح دی اور اس سے شادی کر لی۔(2)

اسی اثناء میں کہ آپ عبادت گاہ میں تھے کہ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آئے جبکہ فیصلہ کے طلب گار عبادت گاہ کے دروازے سے آتے تھے۔ جب انہوں نے عبادت گاہ کی دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ یعنی آپ ایک طرف مائل نہ ہوں وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ یعنی زیادہ عدل والے اور بہترین کی طرف راہنمائی کیجیے اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں اور اس آدمی کی ایک بیوی تھی۔ اس نے کہا اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ یعنی مجھ پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ چالیس دن تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے، کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ فرمایا میں تیرے معاملہ میں اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے بارے اس قسم کے اتہام لگانے میں بڑے جری واقع ہوئے ہیں۔ بعض مفسرین نے غیر محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے بنی اسرائیل کی ان روایات کو من وعن قبول کر لیا اور انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر دیا۔ امام رازی اپنی تفسیر (تفسیر کبیر) میں مفصل بحث فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ سراسر باطل اور لغو ہے۔ (ضیاء القرآن زیر آیت ہذا)

marfat.com
Marfat.com

حق میں فیصلہ کروں گا۔ پھر تیرا خون اس سے بطور ہبہ طلب کروں گا۔ پھر اسے بدلہ میں جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میرا دل مطمئن ہے اور مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں فرشتے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا کوئی فیصلہ ہے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ حضرت داؤد علیہ السلام اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ایک نے اس پر سختی کا اظہار کیا اور اس کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے یہ تو ان کا گناہ ہے۔ آپ سجدہ میں گر گئے اور چالیس دن اور رات سجدہ میں رہے۔ آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ صرف فرض نماز کے لیے سر اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے اور پیشانی، ہتھیلیاں اور گھٹنے زخمی ہو گئے۔ فرشتہ آیا اس نے کہا اے ابو داؤد! میں تیرے رب کا رسول ہوں۔ وہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنا سر اٹھا لو میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی وہ کیسے جبکہ تو عادل فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو مجھے کیسے بخشے گا جبکہ میں نے ایک آدمی پر ظلم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا حضرت داؤد کو اس حال پر چھوڑ دیا پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ کہا اے داؤد! مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے، وہ تمہیں فرماتا ہے میرے پاس تو اور ابن صوریا جھگڑا لے کر آئیں گے میں اس کے حق میں تیرے خلاف فیصلہ کروں گا، پھر میں اس سے سوال کروں گا وہ مجھے ہبہ کر دے گا۔ پھر میں اسے جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔(2)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن لوگوں میں فیصلہ کرتے۔ ایک دن اپنے رب کی عبادت کے لیے خاص کر رکھا تھا اور ایک دن اپنی بیویوں کے پاس گزارتے۔ آپ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ آپ جو کتابوں میں پڑھتے تو عرض کی اے میرے رب! میں خیر کو دیکھتا ہوں کہ سب میرے آباؤ و اجداد لے گئے ہیں۔ مجھے بھی ایسی ہی بھلائی عطا کر جیسی بھلائی تو نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ میرے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کر جیسا سلوک تو نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ تیرے آباؤ اجداد کو ایسی آزمائشوں میں ڈالا گیا جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بچہ ذبح کرنے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت اسحاق کو بصارت کے چلے جانے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں مبتلا کیا گیا۔ تجھے تو ان میں سے کسی غم میں مبتلا نہیں کیا گیا۔ حضرت داؤد نے عرض کی مجھے بھی ان جیسی آزمائش میں مبتلا کر اور مجھے بھی وہ شان عطا فرما جو ان کو شان عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی میں تجھے آزمائش میں ڈالنے والا ہوں محتاط رہنا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اس طرح رہیں حتی کہ شیطان ایک کبوتری کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-174، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

شکل میں آیا یہاں تک کہ وہ آپ کے قدموں کے قریب گرا جبکہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو وہ ایک طرف ہو گیا آپ نے اس کا پیچھا کیا تو وہ دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ ایک روشندان میں جا پڑا۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے گئے تو وہ روشندان سے اڑ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے تو آپ اس کے پیچھے ہو لیے تو آپ نے ایک عورت کو اپنے مکان کی چھت پر غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اسے شکل وصورت کے اعتبار سے حسین ترین عورت دیکھا۔ اس عورت کی توجہ ہوئی تو اس عورت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ اس نے اپنے بالوں کو گھمایا تو ان سے اپنا پردہ کر لیا۔ اس چیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں اس عورت کے لیے رغبت میں اضافہ کر دیا۔ آپ نے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس کا ایک خاوند ہے جو یہاں موجود نہیں اور فلاں فلاں فوجی مہم میں گیا ہوا ہے۔ آپ نے اس لشکر کے امیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس آدمی کو فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ اسے فتح ہوئی۔ امیر نے اس بارے میں خبر دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے لکھا اسے فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ تیسری دفعہ وہ آدمی مارا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

جب وہ عورت حضرت داؤد علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوئی، ابھی حضرت داؤد علیہ السلام تھوڑا وقت بھی نہیں ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے دو انسانوں کی صورت میں بھیج دیے دونوں نے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ دونوں نے دیوار پھلانگی۔ آپ کو محسوس ہی نہ ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ دونوں سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام دونوں سے گھبرا گئے۔ دونوں نے کہا لَا تَخَفْ ہم دونوں جھگڑا لے کر آئے ہیں۔ وَ لَا تُشْطِطْ نہ ڈریے۔ وَ اهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ انصاف والے فیصلہ کی طرف ہمارے راہنمائی کیجیے۔ فرمایا اپنا واقعہ مجھ پر بیان کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫۔ دوسرے نے کہا میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ میں اسے لوں اور اپنی بھیڑیں سو پوری کر لوں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو پھر میں تجھے اور اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا اے میرے بھائی! تو اس پر قادر ہے۔ فرمایا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تیرا یہ یہ اڑا دیں گے یعنی ناک اور پیشانی۔

اس نے کہا اے داؤد! تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تیری اس اس جگہ پر ضرب لگائی جائے کیونکہ تیری ننانوے بیویاں تھی جبکہ اوریا کی صرف ایک بیوی تھی تو لگاتار اسے قتل پر پیش کرتا رہا یہاں تک کہ تو نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی تو پہچان گئے کہ وہ کسی مصیبت میں پڑ گئے ہیں اور کسی آزمائش میں ڈال دیے گئے۔ آپ روئے چالیس روز تک روتے رہے۔ ضرورت کے سوا آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ پھر سجدہ میں گر پڑتے اور رونے لگتے پھر دعا کرتے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس روز کے بعد ان کی طرف وحی کی اے داؤد! اپنا سر اٹھا تجھے بخش دیا گیا ہے عرض کی اے میرے رب! مجھے کیسے علم ہو کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے جبکہ تو فیصلہ میں عدل کرنے والا ہے فیصلہ میں ظلم نہیں کرتا؟ جب قیامت کا روز ہو گا وہ اپنا سر دائیں بائیں جانب سے پکڑے گا۔ اس کی رگیں میری وجہ سے خون بہا رہی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا۔ اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ جب یہ ہوگا تو میں اوریا کو بلاؤں گا۔ میں تیرے بارے میں اس سے مطالبہ کروں گا تو وہ مجھے ہبہ کر دے گا تو اس کے بدلے میں، میں اسے جنت دونگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! اب مجھے علم ہوا کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کو طاقت نہ ہوئی کہ آسمان کو آنکھ بھر کر دیکھیں۔ وجہ اپنے رب سے حیا تھی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے محراب کا معنی مسجد نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو جھگڑا کرنے والے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں اپنے ساتھی کا سر پکڑے ہوئے تھے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَفَزِعَ مِنْهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فیصلہ کے طلب گار دروازے سے داخل ہوئے تھے جب انہوں نے دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُشْطِطْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایک طرف مائل نہ ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ سے مراد ہے کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، امام احمد نے "زہد" میں، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زیادہ بات نہ کی اَكْفِلْنِیْهَا۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف یہ بات کہی اسے میرے حوالے کر دے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زائد بات نہیں کی اسے میرے حوالے کر دے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے دے دے، اسے میرے لیے طلاق دے دے تاکہ میں اس سے شادی کرلوں اور اس کو آزاد کر دے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ یہ غالب بھائی گفتگو میں مجھ پر غالب ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ روایت نقل کی ہے اَكْفِلْنِیْهَا یہ مجھے دے دے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ جب یہ گفتگو کرتا ہے تو یہ مجھ سے زیادہ بلیغ ہے۔ جب یہ ساتھیوں کو بلاتا ہے تو اس کے حمایتی زیادہ ہیں۔ دونوں فرشتوں میں سے ایک نے کہا اس کی سزا کیا ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اسے یہاں یہاں مارا جائے اور اپنا ہاتھ پیشانی اور ناک پر رکھا پھر

1۔ مستدرک حاکم، جلد2، صفحہ 641 (4134)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد6، صفحہ 34 (31891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد3، صفحہ 117، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ناک کے نیچے رکھا۔ فرشتے نے پوچھا آپ اس کی یہی سزا دیکھتے ہیں۔ وہ لگاتار یہ بات دہراتا رہا یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ فرشتہ چلا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک سر نہ اٹھایا۔ آپ روتے رہے یہاں تک کہ آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے اردگرد گھاس اُگ آئی یہاں تک کہ جب چالیس سال گزر گئے تو آپ نے لمبا سانس لیا جس نے اردگرد کے گھاس کو خشک کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ جو اس میں ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ ہم نے اس کا امتحان لیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَظَنَّ دَاوٗدُ کا یہ معنی کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جان گئے۔(2)

ابن جریر نے قتادہ سے وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان دیکھنا تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَخَرَّ رَاكِعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ سجدہ میں گر گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن اور چالیس رات تک سجدہ کیا۔ آپ سر نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے۔ آپ نے جب آخری دعا کی۔ اس وقت بھی آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب! تو نے مجھے عافیت عطا کی جبکہ میں نے تجھ سے آزمائش کا سوال کیا جب تو نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں نے صبر نہ کیا۔ اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا مستحق ہوں۔ اگر تو مجھے معاف کر دے تو تو اس شان کا حامل ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین ان کے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ کہا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اپنا سر اٹھایئے حضرت داؤد علیہ السلام حضرت جبرئیل امین کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سجدہ کی حالت میں ہی اپنے رب سے مناجات جاری رکھیں۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تجھے اوریا کے حوالے کر دوں گا۔ پھر میں تجھے اس سے مانگ لوں گا اور وہ تجھے مجھے ہبہ کر دے گا۔ میں اسے بدلہ میں جنت دے دوں گا۔ عرض کی اے میرے رب! اب مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔ آپ سر اٹھانے لگے تو وہ خشک ہو چکا تھا۔ اٹھانے کی آپ میں طاقت ہی نہیں تھی۔ حضرت جبرئیل امین نے پر مارا تو وہ پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! میں نے تیرے لیے اوریا کی عورت حلال کر دی ہے۔ آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ اسی کے بطن سے حضرت سلیمان کی ولادت ہوئی۔ اس عورت کے ہاں نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کوئی ولادت ہوئی۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم! اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام سخت گرم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 171,72، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 171　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 172

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31892)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

دن روزہ رکھتے، پانی کو اپنے منہ کے قریب کرتے تو آپ کو اپنی خطا یاد آجاتی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو پانی میں گرتا تو آپ اسے بہادیتے۔ پھر اسے واپس کرتے اور نہ پیتے۔

امام احمد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یونس بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس راتوں تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے اردگرد گھاس اگ آئی۔ پھر عرض کی اے میرے رب! پیشانی زخمی ہوگئی۔ آنسو تھم گئے اور میرا گناہ مجھ پر اسی طرح ہے جس طرح وہ پہلے تھا۔ تو آپ کو ندا کی گئی اے داؤد! کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھلایا جائے تو پیاسا ہے کہ تجھے پلایا جائے کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے۔ آپ نے ایک ایسی آہ بھری تو وہاں جو سبزہ تھا خشک ہوگیا تو اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا اردگرد آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے سرسبز وشاداب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! تو نے سجدہ کیا کیا تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں تیرے ملک تیری اولاد اور تیری عمر میں اضافہ کردوں؟ عرض کی اے میرے رب! کیا تو مجھے یہ جواب دے گا؟ میں تو بخشش کا امیدوار ہوں۔

امام احمد نے ''زہد'' میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کی دو آنکھوں کی مثال دو مشکوں کی طرح ہے جو پانی گرا رہی ہیں۔ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر یوں گڑھے بنادیے تھے جس طرح پانی زمین میں کھائیاں بنادیتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوعبداللہ جدلی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے غلطی کے بعد موت تک اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک ایسا دن تھا جس میں آپ کہتے رہتے اوہ من عذاب اللہ، اوہ من عذاب اللہ، اوہ من عذاب اللہ ہائے اللہ کا عذاب تو حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اوہ نہ کہو۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی اے میرے رب! یہ مغفرت کیسے ہوگئی جبکہ تو حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں؟ ایک ایسا آدمی ہے جس پر میں نے ظلم کیا ہے اس کا حق غصب کیا ہے اور اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیوں نہیں اے داؤد! تم دونوں میرے پاس جمع ہوگے۔ میں تیرے خلاف اس کے حق میں فیصلہ کروں گا۔ جب تیرے خلاف حق ظاہر ہو

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 188، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 67 (34247)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 (34257)

marfat.com
Marfat.com

جائے گا۔ میں تجھے اس سے طلب کرلوں گا وہ تجھے ہبہ کردے گا اور میں اسے اپنی طرف سے راضی کرلوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سر اٹھایا اور اس کی روح خوش ہوگئی۔ عرض کی ہاں اے میرے رب! اس طرح مغفرت ہوگی۔

امام عبداللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تو آپ چالیس دن تک سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا جس نے آپ کے سر کو بھی ڈھانپ لیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! میری پیشانی زخمی ہوگئی، آنکھیں خشک ہوگئیں جبکہ داؤد کی کوئی غلطی معاف نہیں ہوئی۔ تو ندا کی گئی کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا کھلایا جائے؟ کیا تو مریض ہے کہ تجھے شفاء دی جائے؟ کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟ آپ نے ایک ایسی آہ بھری جس سے تمام وادی خشک ہوگئی اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔ آپ کے پاس برتن لائے جاتے۔ آپ پانی پیتے اور اپنی غلطی یاد کرتے۔ پھر آپ آہ بھرتے تو قریب تھا کہ آپ کے جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے۔ آپ برتن سے کچھ بھی نہ پیتے یہاں تک کہ وہ برتن آپ کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو حضرت داؤد اور تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ وہ قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی ہتھیلی میں لکھا ہوگا۔ وہ اسے پڑھے گا۔ وہ کہے گا میرا گناہ۔ حضرت داؤد عرض کریں گے مجھے آگے جانے دے۔ پھر وہ آگے بڑھیں گے۔ تو امن نصیب نہیں ہوگا۔ پھر پیچھے ہٹیں گے تو امن نصیب نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑ لے۔(1)

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت علقمہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل زمین کے رونے کا حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو وہ اس کے برابر نہ ہو۔ اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے اور اہل زمین کے رونے کا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے جب آپ کو زمین پر اتارا گیا تو یہ اس کے مساوی نہ ہو۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد پر زیادہ رونے کی وجہ سے عتاب کیا جاتا تو آپ کہتے مجھے رونے کے دن (قیامت کے دن) ہڈیاں جلانے والے دن اور داڑھی کے جلنے کے دن سے پہلے رونے کے لیے چھوڑ دو قبل اس کے کہ میرے بارے میں یہ حکم دیا جائے مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ (التحریم)(3)

امام احمد، حکیم ترمذی اور ابن جریر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی غلطی اپنی ہتھیلی میں لکھ لی تھی تاکہ وہ اسے بھول نہ جائیں۔ جب آپ اس غلطی کو دیکھتے تو آپ کے ہاتھ کانپنے لگتے۔(4)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے اے اللہ! تو پاک ہے۔ جب میں اپنی غلطی یاد کرتا ہوں تو زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ پڑ جاتی ہے۔ جب میں تیری رحمت کو یاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 77-176، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 91، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، صفحہ 88
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 174

marfat.com
Marfat.com

کرتا ہوں تو میری روح واپس آجاتی ہے۔ اے میرے اللہ! تو پاک ہے وہ سب میرے گناہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے معد (یمن کی ایک چادر) کے سات بستر بنائے ان میں راکھ بھری پھر آپ روئے تو آنسو دوسری طرف نکل گئے۔ آپ نے کوئی چیز نہیں پی مگر اس میں آپ کے آنسوؤں کی آمیزش تھی یہاں تک کہ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گڑھے ڈال دیے۔ بیویوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ پر رعشہ طاری ہو گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام قبر سے نکلیں گے اور زمین کو آگ کی صورت میں دیکھیں گے تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھیں گے اور کہیں گے آج میری خطا مجھے ہلاک کر دے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے تھے اے اللہ! جو تو نے میرے حق میں مصیبت لکھی ہے تو مجھے اس سے خلاصی عطا فرما یہ دعا تین دفعہ کرتے اور جو تو نے اس دن میں میرے لیے خیر لکھی ہے اس میں سے کوئی حصہ عطا فرمادے۔ یہ دعا بھی تین دفعہ فرماتے۔ جب شام ہوتی تو پھر اسی طرح دعا کرتے۔ اس کے بعد آپ کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے جب خطا ہوئی، عرض کی اے میرے رب! میں گناہ گاروں کو ناپسند کرتا تھا آج میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو انہیں بخش دے۔

امام عبداللہ، حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کرتے۔ ان کا گمان تھا کہ آپ بیمار ہیں جبکہ انہیں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب روزہ افطار کرتے تو قبلہ رو ہوتے اے اللہ! مجھے ہر اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما جو تو نے آسمان سے نازل کی ہے۔ یہ دعا آپ تین دفعہ کرتے۔ جب سورج طلوع ہوتا تو کہتے اے اللہ! ہر اچھائی میں سے میرے لیے حصہ بنادے جو اس رات آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوئی۔ یہ دعا بھی تین دفعہ کرتے۔(1)

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ص میں سجدہ لازمی نہیں ہے تاہم میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(2)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور ہم یہ سجدہ شکر کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت عوام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے حضرت مجاہد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 69 (34263)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315 (1379)، مکتبۃ الرشد الریاض 3۔ سنن نسائی، جلد 12، صفحہ 159، دار الریان القاہرہ

marfat.com
Marfat.com

رحمہ اللہ سے سورۂ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا آپ نے کہاں سجدہ کیا؟ جواب دیا کیا تو یہ نہیں پڑھتا وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ (الانعام:84) اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) حضرت داؤد علیہ السلام ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کا تمہارے نبی کو حکم دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں سجدہ کیا اور یہی سجدہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔(1)

سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) تو اس میں رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں نے آج رات وہ دیکھا جو ایک سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب دیکھا ہے)، گویا میں ایک درخت کے پاس سجدہ کر رہا ہوں، گویا میں نے سورۂ سجدہ پڑھی ہے۔ میں نے سجدہ کیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سجدہ کے ساتھ درخت بھی سجدہ کر رہا ہے۔ گویا میں اسے یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں اے اللہ! اس کے بدلے میں میرے لیے اپنے ہاں ذکر لکھ لے اور اس کے بدلے میں مجھ سے ایک گناہ اتار دے، اپنے ہاں میرے لیے اسے ذخیرہ بنادے اور اس کے ساتھ میرے اجر کو بڑا کردے اور مجھ سے اس عمل کو اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے اس کے عمل کو قبول کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آیت سجدہ کو پڑھا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی بات کرتے ہوئے سنا جو اس آدمی نے درخت کی بات کے بارے میں بتایا تھا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ ص پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز مکمل کی، ایک آدمی نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا یہ فرض سجدہ میں سے ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

امام دارمی، ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر سورۂ ص کو پڑھا جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ اترے سجدہ کیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا، حضور ﷺ نے اس سورت کو پڑھا۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو لوگوں نے سجدہ کی تیاری کی۔ فرمایا یہ نبی کی توبہ ہے لیکن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 370، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 473 (579)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315، مکتبۃ الرشد الریاض

marfat.com
Marfat.com

میں نے تمہیں دیکھا کہ تم نے سجدہ کی تیاری کی ہے۔ تو آپ اترے اور سجدہ کیا۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کو پڑھا جبکہ آپ منبر پر جلوہ گر تھے۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ نے اسے پڑھا۔ پھر نیچے اترے اور سجدہ کیا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورۂ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا سورۂ ص میں سجدہ ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے یہ ایک نبی کی توبہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل ہے کہ بعض صحابہ سورۂ ص میں سجدہ کرتے اور بعض سجدہ نہیں کرتے تھے جو چاہے تو کرے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مریم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر شام آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ میں آئے اس میں نماز پڑھی اور سورۂ ص کی تلاوت کی۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔

امام احمد، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ رہے ہیں۔ جب اس آیت تک پہنچے جس میں سجدہ کیا جاتا ہے تو دوات، قلم اور ہر شے جو حاضر تھی وہ سجدہ میں گر گئی ہے۔ یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا وہ بعد میں ہمیشہ اس کا سجدہ کرتے رہے۔(6)

امام ابو یعلیٰ نے ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کے نیچے ہوں، گویا درخت سورۂ ص کی قرأت کر رہا ہے۔ جب وہ آیت سجدہ تک آیا تو سجدہ کیا اور سجدہ میں یہ کہا اے اللہ! مجھے بخش دے، اے اللہ! مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور اس کے بدلے میں مجھے شکر کی توفیق عطا فرما اور یہ مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے قبول کیا۔ صبح میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو سعید! تو نے سجدہ کیا؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا تو درخت کی بنسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حق دار تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص پڑھی، آیت سجدہ تک پہنچے اور سجدہ میں وہی کلمات کہے جو درخت نے سجدہ میں کہے تھے۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: وہ سجدہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 371 (4271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370 (4258) 3۔ ایضاً (4256)

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 371 (4269) 5۔ ایضاً، (4272)

6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 78، دار صادر بیروت 7۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 34 (12386)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

جو سورہ ص میں ہے وہ حضرت داؤد علیہ السلام نے توبہ کے طور پر کیا تھا جبکہ ہم اسے شکر کے طور پر کرتے ہیں۔(7)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سورہ ص کی تلاوت کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے اس میں سجدہ کیا۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

"پس ہم نے بخش دی ان کی یہ تقصیر اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام ہے۔"

امام احمد نے "زہد" میں حکیم ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کی جگہ عرش کے پائے کے ساتھ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے داؤد! اس اچھی اور نرم آواز کے ساتھ میری عظمت بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری عظمت بیان کرتا تھا۔ حضرت داؤد عرض کریں گے وہ کیسے اے میرے رب! جبکہ تو نے وہ آواز سلب کر لی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے وہ آواز واپس کرتا ہوں۔ تو وہ ایسی آواز سے عظمت و کبریائی بیان کرنے لگے کہ جنتیوں کی نعمتوں کو اس سے کم تر جانے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے اٹھنے والے حضرت داؤد اور ان کے بیٹے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو سخت پیاس اور سخت گرمی لگے گی۔ منادی کرنے والا حضرت داؤد کو پکارے گا اور تمام لوگوں کے سامنے انہیں پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ جو فرمایا ہے اس سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے قیامت کا ذکر کیا اس کی شان اور سختی کو بیان کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمائے گا میرے سامنے سے گزرو۔ حضرت داؤد عرض کریں گے اے میرے رب! مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری خطا مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑ لو۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے۔ پھر گزریں گے۔ یہی وہ زلفی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اتنا قریب ہوگا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کا گناہ بخش دیا ہے، حُسْنَ مَاٰبٍ سے مراد اچھی لوٹنے کی جگہ۔(1)

امام حکیم ترمذی نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا جبکہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کی خطا ان کے ہاتھ میں لکھی ہوگی۔ جب قیامت کے روز آپ اس خطا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کوئی پناہ نہیں دیکھیں گے۔ پھر دیکھیں گے تو مضطرب ہو جائیں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾

”اے داؤد! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں، پس فیصلہ کیا کرو لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی، وہ بہکا دے گا تمہیں راہ خدا سے۔ بیشک جو لوگ بھٹک جاتے ہیں راہ خدا سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا یوم حساب کو۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ۔ یہ تو کفار کا گمان ہے۔ پس بربادی ہے کفار کے لیے آگ (کے عذاب) سے۔“

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے، کہا مجھے میری قوم کے ایک آدمی نے بتایا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ اس نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت کعب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے پوچھا خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے؟ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے۔ ان میں برابر طور پر تقسیم کرتا ہے۔ وہ ان پر اسی طرح شفقت کرتا ہے جس طرح آدمی اپنے گھر والوں پر شفقت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ کعب نے کہا میرا خیال تھا کہ میرے سوا کوئی بھی خلیفہ اور بادشاہ میں فرق نہیں جانتا۔

امام ابن سعد نے مروان کے واسطہ سے سلمان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے اس سے پوچھا کیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ ہوں؟ حضرت سلمان نے عرض کی خلیفہ وہ ہوتا جو عدل کرتا ہے۔ اگر تو نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم، اس سے کم یا اس سے زیادہ حاصل کیا پھر اسے بے محل خرچ کیا تو تو بادشاہ ہے، خلیفہ نہیں۔ تو حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی العرجاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں؟ ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! دونوں کے درمیان فرق ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ جواب دیا خلیفہ ناحق کوئی چیز نہیں لیتا اور نہ ناحق خرچ کرتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ اسی طرح ہیں جبکہ بادشاہ ناانصافی

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 306، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کرتا ہے اس سے چھینتا ہے اور اسے دیتا ہے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امارت وہ ہوتی ہے جو مشورہ سے حاصل ہو اور بادشاہت یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ بزور تلوار غلبہ پالے۔(1)

ثعلبی نے حضرت معاویہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ منبر پر بیٹھتے تو کہتے تھے اے لوگو! خلافت کا کام مال جمع کرنا نہیں ہے بلکہ خلافت سے مراد حق پر عمل کرنا، عدل کے ساتھ فیصلہ کرنا اور لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال لینا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سالم جو ابوجعفر کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ابوجعفر امیر المومنین عباسی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نکلے۔ جب آپ داخل ہوئے اور مشکل پیش آئی تو آپ نے امام اوزاعی کی طرف پیغام بھیجا۔ امام اوزاعی آئے کہا اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے آپ کے جد اعلیٰ حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہ جب تیرے پاس دو آدمی جھگڑا لے کر آئیں، تیرے دل میں ایک کے لیے میلان نفس ہو جبکہ تو اس کے لیے دل میں حق نہ پاتا ہو تو وہ اپنے ساتھی پر کامیاب ہو جاتا ہے۔(2) اپنا نام میری نبوت سے مٹا دینا پھر میرا خلیفہ ظاہر نہ کرنا اور نہ ہی تیرے لیے کوئی عزت ہوگی۔ اے امیر المومنین! ہمیں حسان بن عطیہ نے آپ کے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ جو حق کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے کیونکہ حق تو اللہ ہی ہے۔ اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے تیرے دادا سے روایت نقل کی ہے لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً (الکہف۔49) صغیرہ مسکرانا اور کبیرہ ہنسنا ہے۔ ہاتھوں نے جو جنایتیں کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت اپنی خواہش کو حق و انصاف پر ترجیح نہ دو کہ تو حق سے پھر جائے اور یہ چیز تجھے راہ راست سے گمراہ کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حساب والے دن فرمائے گا جو انہوں نے بھلایا اس کے بدلے میں شدید عذاب ہے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے "زہد" میں حضرت ابوسلیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسجد میں داخل ہوتے تو بنو اسرائیل کے حلقوں میں سے گمنام حلقے کو دیکھتے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتے پھر کہتے ایک مسکین مسکینوں کے درمیان۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک بیٹا فوت ہوا جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو شدید دکھ ہوا آپ سے عرض کی گئی آپ کے ہاں بیٹے کے مساوی کیا چیز تھی؟ فرمایا وہ مجھے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 113، دار صادر بیروت 2۔ عبارت میں انقطاع محسوس ہوتا ہے تاہم متن میں اسی طرح نشان لگایا گیا ہے (مترجم)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 179 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 92، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

زمین بھر سونے سے بھی زیادہ محبوب تھا آپ سے کہا گیا آپ کو اجر بھی اسی قدر ملے گا۔

امام عبداللہ نے ''زوائد زہد'' میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا تھی ''سُبْحَانَ مُسْتَخْرِجَ الشُّكْرِ بِالْعَطَاءِ، وَمُسْتَخْرِجَ الدُّعَاءِ بِالْبَلَاءِ'' پاک ہے وہ ذات جو عطا کے بدلے شکر اور مصیبت کے بدلے دعا کا تقاضا کرتی ہے۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا میں تجھے دو علموں سے آگاہ نہ کروں جب تو ان دونوں پر عمل کرے تو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لے اور میری رضا کو بھی پالے؟ عرض کی کیوں نہیں یا رب! فرمایا جو میرے اور تیرے درمیان معاملات ہیں انہیں تقویٰ کے ساتھ محفوظ کر اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق کے مطابق میل جول رکھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: مگر اللہ کو یاد کرنے والا تو اس کے ساتھ اللہ کا ذکر کر مگر نصیحت کرنے والا یا یاد کرانے والا تو اس کے ساتھ یاد کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے جبکہ وہ منبر پر ہوتے پھر اسے بازار بھیجتے، اسے بیچتے تو اس کی ثمن سے کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو قیام فرماتے تو عرض کرتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں، ستارے غروب ہو گئے جبکہ تو حی و قیوم ہے جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے بصرہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے جس کی بڑی فضیلت تھی اور جس کی بڑی عمر تھی کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں زمین پر تیرے لیے اخلاص کے ساتھ چلوں پھروں اور اخلاص کے ساتھ تیرے لیے عمل کروں؟ فرمایا اے داؤد! جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کر، وہ سرخ ہو یا سفید تیرے ہونٹ میرے ذکر سے ہمیشہ تر رہیں اور غیبت کے بستر سے دور رہ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہوگا؟ کہا اہل دنیا میں سے نیک اور بد کو میرا محبوب بنا دے؟ فرمایا اے داؤد! تو اہل دنیا سے ان دنیا کی وجہ سے نرمی کر اور اہل آخرت سے ان کی آخرت کی وجہ سے محبت کر اور میرے اور اپنے درمیان اپنے دین کو پسند کر کیونکہ جب تو ایسا کرے گا اور تو ہدایت پر ہوگا تو جو گمراہ ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا۔ عرض کی اے میرے رب! اپنی مخلوق میں سے اپنے مہمان دکھا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا جن کی ہتھیلیاں صاف، دل صاف سیدھے ہو کر چلیں اور سچی بات کریں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ مصیبت کی سختی کیا ہے؟ فرمایا بازار سے روٹی خریدنا اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونا۔

marfat.com

Marfat.com

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! اپنی محبت کو میرے ہاں میرے نفس، میرے کان، میری آنکھ، میرے خاندان اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

امام احمد نے وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا مومن اچھی صورت والے۔ پوچھا کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ ناپسند ہیں؟ فرمایا کافر جو بدصورت ہو۔ اس (مومن) نے شکر کیا اور اس (کافر) نے کفر کیا۔ عرض کی کون سے بندے تجھے زیادہ مبغوض ہیں؟ فرمایا ایسا بندہ جو مجھ سے کسی معاملہ میں خیر کا طالب ہو میں اس کے سامنے خیر کی صورت واضح کردوں تو وہ مجھ سے راضی نہ ہو۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! میرے لیے بدکار (ساتھی) نہ بنا کہ میں کہیں بدکار نہ بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے یہ تھی اے اللہ! مجھے ایسی تنگ دستی عطا نہ کر کہ میں بھلا دیا جاؤں اور مجھے استغنی نہ کر کہ میں سرکش بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! کون سا رزق زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد! میرے صدیق بندوں کو خبردار کرو۔ وہ اپنے آپ پر فخر نہ کریں اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے میں حساب کے لیے کھڑا کروں اور اس پر عدل قائم کروں تو میں اسے عذاب دوں گا۔ اس پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں گا اور خطا کرنے والوں کو بشارت دو کہ وہ کسی گناہ کو بڑا خیال نہ کریں کہ میں اسے نہ بخشوں گا اور اس سے درگزر نہ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ندا کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔ لوگ نکلے ان کا خیال تھا کہ اس دن کوئی وعظ و نصیحت، تعلیم اور دعا ہوگی۔ جب وہ بیٹھنے کی جگہ پر پہنچے تو صرف یہ کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا اے اللہ! ہمیں بخش دے اور چلے گئے۔ بعد میں آنے والے لوگ پہلوں سے ملے۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا نبی نے صرف ایک دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میری طرف سے اپنی قوم کو یہ خبر پہنچا دے کیونکہ انہوں نے تیری دعا کو قلیل خیال کیا ہے کہ میں جسے بخشتا ہوں اس کی آخرت اور دنیا کے معاملہ کو درست کر دیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لوگوں سے مصیبت پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے، سب سے زیادہ علم والے اور غصے کو سب سے زیادہ ضبط کرنے والے تھے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 68 (34255)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

میرے رب! میں تیرے لیے زمین میں کیسے اخلاص کے ساتھ کوشش کر سکتا ہوں؟ فرمایا تو کثرت سے میرا ذکر کرے تو ہر اس آدمی سے محبت کرے جو مجھ سے محبت کرتا ہو۔ وہ سفید ہو یا سیاہ۔ تو لوگوں کے لیے بھی ایسا ہی فیصلہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے اور غیبت کے محل سے دور رہ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبداللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! میں ایسے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی آنکھ مجھے دیکھے اس کا دل میری طرف ہی متوجہ رہے۔ اگر وہ بھلائی دیکھے تو اسے دفن کر دے۔ اگر برائی دیکھے تو اسے عام کر دے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی اے اللہ! میں برے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد کہا کرتے تھے اے اللہ! اس عمل سے جو مجھے رسوا کر دے، اس غم سے جو مجھے ہلاک کر دے، اس فقر سے جو مجھے بھلا دے اور اس غنا سے جو مجھے سرکش بنا دے تیری پناہ چاہتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف وحی کی میرے بندوں سے محبت کرو اور مجھے میرے بندوں کے ہاں محبوب بنا دو۔ عرض کی اے میرے رب! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے بندوں سے محبت کرتا ہوں مگر میں تجھے ان کا کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو میرا ان کے ہاں ذکر کیا کر تو وہ میرا ذکر اچھے الفاظ سے ہی کریں گے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! جو غمگین کو دلاسہ دے اور وہ صرف تیری رضا کا طالب ہو اس کی جزاء کیا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے تقویٰ کا لباس پہناؤں گا۔ عرض کی اس آدمی کی جزاء کیا ہے جو کسی جنازے کے ساتھ چلتا ہے اس سے مقصود صرف تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہوگا تو میرے فرشتے اس کو الوداع کریں گے اور ارواح میں سے اس کی روح پر رحمتیں نازل کروں گا؟ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو یتیم یا بیوہ کا سہارا بنتا ہے، مقصد اس کا تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی جزاء کیا ہے جس کی آنکھیں تیرے ڈر سے بہ پڑیں؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ فزع اکبر کے وقت میں اسے امن دوں گا اور اس کے چہرے کو جہنم کی لپک سے محفوظ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو جلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 113 (29891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49 (29383)
3۔ ایضاً (29384) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68 (34254)

marfat.com
Marfat.com

سے یہ پڑھا ہے کہ آپ نے عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی غمگین، مصیبت زدہ کو دلاسہ دے، مقصود اس کا تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے ایمان کی چادروں میں سے ایک چادر پہناؤں جس کے ساتھ اسے آگ سے پردہ میں کروں اور اسے جنت میں داخل کروں۔ عرض کی اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی جنازہ کے ساتھ چلتا ہے، مقصد تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہوگا تو فرشتے قبر تک اسے الوداع کریں گے اور میں ارواح میں اس کی روح پر رحمت کروں گا۔ عرض کی اس کی کیا جزاء ہے جو یتیم اور بیوہ کا سہارا بنے، مقصد تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی جو آدمی تیرے ڈر سے رویا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو چہرے پر بہ پڑے اس کی کیا جزاء ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اس کے چہرے کو آگ پر حرام کردوں گا اور فزع اکبر کے دن اسے امان دوں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا یتیم کے لیے شفیق باپ کی طرح ہو جاؤ۔ یہ جان لو جیسے تو کاشت کرے گا ایسے ہی کاٹے گا۔ یہ بات جان لو نیک عورت اپنے گھر والوں کے لیے اس بادشاہ کی طرح ہے جس کے سر پر تاج ہو اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہو اور یہ بات ذہن میں ڈالو کہ بری عورت گھر والوں کے لیے اس کمزور بوڑھے کی طرح ہے جس کی پشت پر بھاری بوجھ ہو۔ غنا کے بعد فقر کتنا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ قبیح ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اگر تو اپنے ساتھی سے وعدہ کرے تو اس وعدہ کو پورا کر۔ اگر تو اس طرح نہیں کرے گا تو اپنے اور اس کے درمیان دشمنی ڈال دے گا۔ ہم ایسے ساتھی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جب تو اسے یاد کرے تو وہ تیری مدد نہ کرے اور جب تو بھول جائے تو وہ تجھے یاد نہ کرے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! نہ ایسی مرض عطا کر جو مجھے فنا کردے اور نہ ایسی قوت دے جو مجھے بھلا دے بلکہ ان کے درمیان رکھ۔(1)

عبداللہ بن زید بن رفیع نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بڑے بخیل کو زمین وآسمان کے درمیان لٹکتے ہوئے دیکھا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ میری لعنت ہے جسے میں ہر ظالم کے گھر میں داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: قرض پر مدد کرنے والا خوشحال کتنا اچھا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میری عمر لمبی ہوگئی ہے، میرا بڑھاپا بڑھ گیا ہے اور میرے اعضاء کمزور پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! انہیں مبارک ہو جن کی عمر لمبی ہے اور عمل اچھا ہے۔(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 49 (29382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 (34264)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 70 (34265)

marfat.com
Marfat.com

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حسن صوت کی نعمت عطا کی گئی جو کسی اور کو عطا نہ کی گئی یہاں تک کہ پرندے اور جنگلی جانور آپ کے گرد بیٹھے ہوتے تو وہ پیاس اور بھوک کی وجہ سے مرجاتے اور دریاؤں کا پانی تھم جاتا۔

اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالۡمُفۡسِدِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِيۡنَ كَالۡفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

"کیا ہم بنادیں گے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان لوگوں کی مانند جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یا ہم بنادیں گے پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح۔"

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا سے مراد حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث ہیں اور كَالۡمُفۡسِدِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید ہیں۔ انہوں نے غزوۂ بدر کے دن دعوت مبارزت دی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہا میری زندگی کی قسم! یہ لوگ آپس میں برابر نہیں۔ یہ لوگ موت کے وقت دنیا میں الگ الگ ہوگئے۔

امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاسکتے اسی طرح فجار ابرار کا مقام حاصل نہیں کرسکتے۔

كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۹﴾

"یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف، بڑی بابرکت تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل مند۔"

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے عمل سے اس کا اتباع کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے، اُولُوا الۡاَلۡبَابِ سے مراد لوگوں میں سے دانش مند ہیں۔ (1)

وَوَهَبۡنَا لِدَاوٗدَ سُلَيۡمٰنَ ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذۡ عُرِضَ عَلَيۡهِ بِالۡعَشِىِّ الصّٰفِنٰتُ الۡجِيَادُ ۙ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّىۡۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَيۡرِ عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّىۡ ۚ حَتّٰى تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوۡهَا عَلَىَّ ؕ فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 180، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

''اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان (جیسا فرزند) بڑی خوبیوں والا بندہ، بہت رجوع کرنے والا۔ جب پیش کیے گئے آپ پر سہ پہر کو تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے تیز رفتار گھوڑے۔ تو آپ نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے (پھر انہیں چلانے کا حکم دیا) یہاں تک کہ چھپ گئے پردہ کے پیچھے۔ (حکم دیا) واپس لاؤ انہیں میرے پاس تو ہاتھ پھیرنے لگے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان عطا فرمایا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹے! سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سکینہ اور ایمان۔ پوچھا سب سے قبیح چیز کیا ہے؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ پوچھا سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ کے بندوں کے درمیان اس کی رحمت۔ پوچھا سب سے ٹھنڈی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا ایک دوسرے کو معاف کرنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو نبی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی: میں تیرے بیٹے سے سات باتیں پوچھنے والا ہوں، اگر وہ تجھے بتا دے تو اسے علم اور نبوت عطا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھ سے سات باتیں پوچھوں، اگر تو مجھے بتا دے تو میں تجھے علم اور نبوت کا وارث بنا دوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھ سے جو چیز چاہیں پوچھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مجھے بتا شہد سے زیادہ میٹھی کیا چیز ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہے، ریشم سے زیادہ نرم کیا چیز ہے جس کا اثر نہ پانی میں، نہ صفاء (ملائم پتھر) پر اور نہ آسمان میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اور جو سرسبز وشادابی کے زمانہ اور خشک سالی میں موٹا کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو شہد سے زیادہ میٹھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو برف سے زیادہ ٹھنڈی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے دلوں کو کھٹکھٹائے۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو ریشم سے زیادہ بھی نرم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جب اولیاء اللہ باہم اس کا ذکر کریں۔ جس کا اثر پانی میں دکھائی نہیں دیتا وہ کشتی ہے جو گزر جاتی ہے تو اس کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا۔ جس کا اثر صاف چٹان پر دکھائی نہیں دیتا تو وہ چیونٹی ہے جو پتھر پر گزرتی ہے۔ جس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا۔ وہ پرندہ ہے جو اڑتا ہے اس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا جو خشک سالی اور سرسبزی میں موٹا ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ اس کا دل آلودگی سے پاک اور روشن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے بیٹے کو دیکھو اور اس سے چودہ باتیں پوچھو، اگر وہ تجھے جواب دے دے تو اسے علم اور نبوت کا وارث

marfat.com
Marfat.com

بنادو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا اے بیٹے! مجھے بتا تیری عقل کہاں ہے؟ فرمایا دماغ میں۔ پوچھا تیری حیا کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں آنکھیں۔ پوچھا تیرے ہاں باطل کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں کان، پوچھا تیری غلطیوں کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی زبان، پوچھا تیرا راستہ کون سا ہے؟ عرض کی دونوں نتھنے، پوچھا ادب اور بیان کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں گردے، پوچھا سختی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی جگر، پوچھا ہوا کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی پھیپھڑے، پوچھا تیری خوشی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی۔ تلی، پوچھا تیری کمائی کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں ہاتھ، پوچھا تیرے کھڑا ہونے کا دروازہ کونسا ہے؟ عرض کی دونوں ٹانگیں، پوچھا تیری شہوت کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی شرمگاہ، پوچھا تیری اولاد کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا ریڑھ کی ہڈی، پوچھا علم، سمجھ اور حکمت کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا دل۔ فرمایا جب دل درست ہو جائے تو تمام اعضاء درست ہو جاتے ہیں۔ جب دل خراب ہو جاتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا معنی نقل کیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ یعنی گھوڑے۔ صفونہا یعنی ان کا کھڑا ہونا اور اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا چھوڑنا۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے۔ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ یعنی نماز عصر۔ (1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ گھوڑا گھوڑا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا گھوڑے کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صفوان الفرس سے مراد گھوڑے کا ایک قدم اٹھانا یہاں تک کہ کھر کے کونے پر سہارا لے۔ اور الْجِيَادُ سے مراد تیز ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے رحمہم اللہ حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی گھوڑے (3) صفوان سے مراد ان کا کھڑا ہونا پاؤں کا سیدھا کرنا ہے تو ان کی گردنیں اور پنڈلیاں اٹھی ہوتی ہیں۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے گھوڑوں کا گزرنا مجھے اللہ کی عبادت سے غافل نہیں کر سکتا اس کی پنڈلیاں ننگی کیں اور ان کی گردنوں کو اڑا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھوڑے جن کے پاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کاٹے تھے وہ پروں والے گھوڑے تھے جو سمندر سے نکالے گئے تھے، نہ آپ سے پہلے ایسے گھوڑے تھے اور نہ ہی اس کے بعد ایسے گھوڑے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَيْرِ سے مراد مال، رُدُّوْهَا میں هَا ضمیر سے مراد گھوڑے اور مَسْحًا سے مراد تلوار سے کاٹنا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو نماز رہ گئی تھی وہ عصر کی نماز تھی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 83-180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 181

3۔ در منثور میں عبارت حذف ہے تاہم ابن جریر میں موجود عبارت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے (مترجم) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 182

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا مطلب ہے کہ یہ سبز یاقوت کا پردہ ہے جس نے مخلوقات کو گھیر رکھا ہے۔ اسی سے آسمان سبز ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے السماء الخضراء کہتے ہیں اور سمندر آسمان کی وجہ سے سبز ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے البحر الاخضر۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے۔ میں آئی اور گڑیوں سے پردہ ہٹایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی یہ میری گڑیاں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا۔ کپڑے کے ٹکڑوں سے جس کے پر بنائے گئے تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے جو میں ان کے درمیان دیکھتا ہوں؟ عرض کی یہ گھوڑا ہے جس کے دو پر ہیں۔ پوچھا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کی یہ دو پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا اور اس کے دو پر؟ عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بیس ہزار گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے جن کی ٹانگیں آپ نے کاٹ دی تھیں۔ (2)

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بستی کے پیچھے چھپ گیا۔ آسمان کی سرسبزی اسی کی وجہ سے ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم کی خاطر ان سے بات نہیں کی جاتی تھی، آپ کی عصر کی نماز فوت ہو گئی، کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ آپ سے گفتگو کر سکے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عَنْ بمعنی من ہے فَطَفِقَ مَسْحًا آپ گھوڑوں کی گردنوں پر بالوں اور ان کی ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ (5)

طبرانی نے "اوسط" میں، اسماعیل نے "معجم" میں اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی پنڈلیاں اور گردنیں تلوار سے کاٹنے لگے۔ (6)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

"اور ہم نے فتنہ میں ڈالا سلیمان (علیہ السلام) کو اور ڈال دیا ان کے تخت پر ایک بے جان جسم۔ پھر وہ (ہماری طرف) متوجہ ہوئے۔"

امام فریابی، حکیم ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں جَسَدًا سے مراد

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 319، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 183
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 183
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 221 (11306)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

شیطان ہے جو آپ کے تخت پر تھا اور لوگوں کے درمیان چالیس روز تک فیصلے کرتا رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسے جرادہ کہتے۔ اس کے خاندان اور دوسری قوم کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انصاف کے مطابق فیصلہ کیا۔ تاہم دل میں یہ خواہش ہوئی کہ حق اس کے گھر والوں کا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تجھ پر کوئی نہ کوئی آزمائش آئے گی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ مصیبت آسمان سے آئے گی یا زمین سے آئے گی۔ (1)

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قوی سند کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی جرادہ کو دی۔ جرادہ آپ کی بیوی تھی اور سب سے محبوب بیوی تھی۔ شیطان اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس سے کہا میری انگوٹھی مجھے دے دو۔ جرادہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ جب شیطان نے وہ انگوٹھی پہنی تو جن، انسان اور شیطان اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء سے نکلے تو جرادہ سے فرمایا میری انگوٹھی مجھے دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو دے دی۔ تو آپ نے فرمایا سلیمان تو میں ہوں۔ جرادہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، تو سلیمان نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جس کے پاس بھی آتے کہتے میں سلیمان ہوں۔ تو وہ آپ کو جھٹلاتا یہاں تک کہ بچے آپ کو پتھر مارنے لگے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور شیطان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ وہ اس شیطان کا انکار کر دیں۔ ان لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا کہ سلیمان کی کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، یہ اب ہمارے پاس اس وقت آتا ہے جب ہم حائضہ ہوتی ہیں جبکہ پہلے وہ ہمارے پاس اس حالت میں نہیں آتا تھا۔

جب شیطان نے یہ دیکھا کہ اس کی حقیقت کا علم ہو چکا ہے، اس نے گمان کیا کہ اس کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایسی کتابیں لکھیں جن میں جادو اور مکر تھا۔ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر انہوں نے ان کتابوں کو نکالا اور لوگوں کے سامنے انہیں پڑھا اور کہا ان کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں پر غالب آتے تھے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا انکار کیا۔ وہ لگاتار ان کا انکار کرتے رہے۔ اس شیطان کو انگوٹھی کے ساتھ بھیجا گیا تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے اس انگوٹھی کو پایا اور اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سمندر کے کنارے مزدوری کرتے۔ ایک آدمی آیا اس نے مچھلیاں خریدیں۔ ان میں وہ مچھلی بھی تھی جس کے پیٹ میں انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بلایا اور کہا میرے لیے یہ مچھلی لیتے جاؤ۔ پھر آپ گھر چلے گئے۔ جب آدمی اپنے گھر کے دروازے تک پہنچا تو اس نے وہ مچھلی آپ کے حوالے کر دی جس کے پیٹ میں وہ انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ مچھلی لے لی۔ اس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 471 (3623)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کے پیٹ کو چاک کیا تو انگوٹھی اس کے پیٹ میں تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ جب اس نے وہ انگوٹھی پہنی تو انسان جن اور شیطان آپ کے مطیع ہو گئے اور آپ پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ شیطان بھاگ گیا یہاں تک کہ سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں جا پہنچا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تلاش میں کارندے بھیجے۔ بڑے سرکش جن اس کو تلاش کر رہے تھے مگر اس پر قادر نہیں ہو رہے تھے یہاں تک کہ ایک روز انہوں نے شیطان کو سوتے ہوئے پالیا۔ یہ طاقتور جن اس کے پاس آئے تو سکے کی ایک عمارت اس پر بنادی۔ وہ جاگا اور تیزی سے اٹھا وہ اس گھر کی جس سمت بھی جاتا تو سکہ نے اسے گھیرا ہوتا۔ ان جنوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے جکڑا اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھر لے گئے۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو سنگ مرمر میں ایک سوراخ بنایا گیا۔ پھر اسے اس میں داخل کیا گیا۔ پھر اسے تانبے سے بند کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا اور اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے کہ شیطان نے آپ پر تسلط کر لیا تھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں سے چار آیات ایسی ہیں جن کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں کہ ان کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ میں نے ان کے بارے میں کعب الاحبار سے پوچھا قَوْمُ تُبَّعٍ (الدخان: 37) کہ تبع کا ذکر نہیں کہ وہ کون تھا۔ تو کعب الاحبار نے کہا کہ تبع ایک بادشاہ تھا۔ اس کی قوم کاہن تھی۔ اس کی قوم میں کچھ لوگ اہل کتاب میں سے تھے۔ کاہن، اہل کتاب پر حملہ کر دیتے اور ان کے پیروکاروں کو قتل کر دیتے۔ اہل کتاب نے تبع سے کہا کہ وہ ہمیں جھٹلاتے ہیں۔ تبع نے کہا اگر تم سچے ہو تو قربانی دو۔ تم میں سے جو افضل ہوگا آگ اس کی قربانی کھا جائے گی۔ اہل کتاب اور کاہنوں نے قربانی دی۔ آسمان سے آگ آئی اور اہل کتاب کی قربانی کو کھا گئی۔ تبع نے اہل کتاب کی پیروی کی اور وہ اسلام لے آیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی قوم کا ذکر کیا۔ تبع کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ کے بارے میں پوچھا تو کعب نے کہا کہ شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی قبضے میں کر لی جس میں آپ کی بادشاہت تھی۔ اسے سمندر میں پھینک دیا۔ وہ انگوٹھی ایک مچھلی کے پیٹ میں چلی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومتے پھرتے رہتے تھے کہ آپ کو وہ مچھلی بطور صدقہ دی گئی۔ آپ نے اس مچھلی کو بھونا اور اسے کھایا تو اس میں وہ انگوٹھی تھی تو پھر آپ کی بادشاہت واپس آ گئی۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صخر جن نے آپ کی صورت اختیار کی اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ سے کہا گیا اسے بناؤ مگر اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ آپ نے اس کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوئے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ایک طاقتور جن ہے جس کو صخر کہتے ہیں جو مارد کے مشابہ تھا۔ آپ نے اس جن کو طلب کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 120، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184

marfat.com
Marfat.com

سمندر میں ایک چشمہ تھا جس پر وہ ہفتہ میں ایک دن آتا۔ اس چشمے کا پانی نکال لیا گیا اور اس میں شراب ڈال دی گئی۔ وہ اپنے آنے کے دن اس چشمہ پر آیا تو وہاں شراب تھی۔ جن نے کہا تو اچھا مشروب ہے۔ تو حلیم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور جاہل کی جہالت میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر بھاگ گیا یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس کے پاس آیا۔ اسے پیا یہاں تک کہ شراب اس کی عقل پر غالب آ گئی۔ انگوٹھی لائی گئی اور اس کے کندھوں کے درمیان لگادی گئی۔ وہ مطیع ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی اس جن کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہمیں یہ گھر بنانے کا حکم ہوا ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ تو ہد ہد کا انڈا لایا گیا۔ اس پر شیشہ کا خول بنادیا گیا۔ ہد ہد آیا۔ اس کے گرد چکر لگایا۔ وہ اپنا انڈا دیکھتا مگر اس تک پہنچنے پر قادر نہ تھا۔ ہد ہد گیا اور الماس لے آیا۔ اس نے الماس کو شیشے پر رکھا اور اسے کاٹ دیا یہاں تک کہ اپنے انڈے تک پہنچ گیا۔ انہوں نے الماس لیا اور اس کے ساتھ پتھر کاٹنے لگے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء یا حمام میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی کے ساتھ داخل ہوتے۔ ایک روز آپ حمام میں گئے۔ اس جن کو اپنی انگوٹھی دی۔ اس نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے وہ انگوٹھی لقمہ بنالی۔ اسی کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت چھن گئی۔ اس جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی۔ وہ جن آیا اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بیویوں کے علاوہ تمام چیزوں پر تسلط جمالیا۔ اس نے ان کے درمیان چالیس دن تک فیصلہ کیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی مچھلی کے پیٹ میں پائی۔ آپ آئے تو جو جن اور پرندہ آپ کے سامنے آتا وہ سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ لوگوں تک پہنچے۔ جَسَدًا سے مراد وہی صخر جن ہے ثُمَّ اَنَابَ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی پھر واپس آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ جن ہے جسے آصف کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تم لوگوں کو کیسے فتنہ میں مبتلا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی مجھے اپنی انگوٹھی دکھاؤ۔ میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی آپ کو دی تو آصف نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومنے لگے۔ آپ کی بادشاہت جاتی رہی اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے روک دیا۔ وہ ان کے قریب نہیں جاتا تھا اور وہ اس کے قریب نہیں جاتی تھیں۔ ان بیویوں نے بھی اس کے معاملہ کو عجیب جانا اور لوگوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کھانا طلب کرتے اور کہتے کیا تم جانتے ہو کہ میں سلیمان علیہ السلام ہوں؟ تو لوگ آپ کو جھٹلاتے یہاں تک کہ ایک عورت نے آپ کو مچھلی دی اور اس کے پیٹ کی خوشبو دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی اس کے پیٹ میں پائی تو آپ کی حکومت آپ کو واپس مل گئی۔ شیطان بھاگ گیا اور سمندر میں داخل ہو گیا۔ (1)

امام طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپ نے بڑے جن سے فرمایا اسے موت سے چھپالے؟ جنوں نے کہا ہم اسے مشرق کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت جا پہنچے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے مغرب میں لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے سمندروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے آسمان اور زمین کے درمیان رکھتے ہیں۔ موت کا فرشتہ آیا۔ اس نے کہا مجھے ایک روح کو قبض کرنے کا حکم دیا گیا جسے میں نے سمندروں میں اور زمین کی اطراف میں تلاش کیا تو میں نے اسے نہ پایا۔ اسی اثناء میں کہ میں آسمانوں کی طرف واپس آرہا تھا تو میں اس تک پہنچ گیا۔ میں نے اس کی روح کو قبض کرلیا۔ اس بچے کا جسم نیچے آیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر آپڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہمیں حضرت واقدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہا ہمیں حضرت معشر رحمہ اللہ نے حضرت مقبری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج کی رات اپنی بیویوں میں سے سو بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک بیوی ایک شاہ سوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ایسا ہی ہوجاتا۔ آپ سو بیویوں کے پاس گئے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی۔ وہ ایک نامکمل انسان کے ساتھ حاملہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس نامکمل بچے سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بچے فوت ہوجاتے۔ ملک الموت ایک انسان کی صورت میں حاضر ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر تو طاقت رکھے تو میرے اس بیٹے کو آٹھ دن مہلت دینا۔ جب اس کی موت کا وقت آجائے تو ملک الموت نے کہا نہیں۔ لیکن میں تجھے اس کی موت سے تین دن پہلے آگاہ کردوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس بیٹھنے والے جنوں سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرے اس بیٹے کو چھپائے گا؟ ان میں سے ایک نے کہا میں اسے آپ کے لیے مشرق میں چھپا دیتا ہوں۔ پوچھا آپ اسے کس سے چھپانا چاہتے ہیں؟ فرمایا ملک الموت سے اس جن نے کہا وہ تو اسے دیکھ لے گا۔ دوسرے نے کہا میں اسے ایسے دو ساتھیوں کے درمیان چھپادوں گا جو اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر کوئی چیز موزوں ہے تو یہ ہے۔ جب اس کی موت کا وقت آگیا تو ملک الموت نے اسے زمین میں دیکھا۔ اس کے مشرق میں اسے نہ پایا۔ اسے مغرب میں نہ پایا اور سمندروں میں سے اسے کہیں نہیں پایا۔ اسے دو جڑے ہوئے ساتھیوں میں دیکھ لیا۔ وہ اس بچے کے پاس آیا۔ اسے پکڑ لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر اس کی روح کو قبض کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضرت داؤد علیہ السلام سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ انگوٹھی سے کھیل رہے تھے کہ آپ سے انگوٹھی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 22-221 (11307)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

سمندر میں گر پڑی۔ آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ آپ چلے گئے اور ایک بڑے جن کو اپنے گھر میں اپنا نائب بنا گئے۔ آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس آئے۔ وہاں پناہ لے لی۔ بڑھیا نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ جائیں اور انگوٹھی تلاش کریں۔ میں گھر کے کام کاج میں آپ کے لیے کافی ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ گھر کے کام کاج کریں تو میں جاؤں اور اسے تلاش کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے چلے گئے۔ آپ ایک قوم کے پاس آئے جو مچھلیاں شکار کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے مچھلیاں پھینکیں۔ آپ ان مچھلیوں کو لے کر چل دیے یہاں تک کہ اس بوڑھی کے پاس پہنچے۔ وہ بوڑھی انہیں صاف کرنے لگی۔ اس نے ایک مچھلی کا پیٹ پھاڑا تو اس میں انگوٹھی تھی۔ اس نے وہ انگوٹھی لی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا یہ کیا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا تو طاقتور جن، انسان، جن، پرندے اور جنگلی جانور آپ کے پاس آ گئے اور شیطان بھاگ گیا جس کو آپ نے اپنے گھر والوں پر نائب بنایا تھا۔ وہ سمندر میں ایک جزیرہ پر آیا۔ آپ نے طاقتور جن اس کی طرف بھیجے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس پر قادر نہیں۔ وہ سات دنوں میں سے ایک دن سمندر میں جزیرہ کے چشمے پر آتا ہے، ہم اسے پکڑنے پر اسوقت تک قادر نہیں جب تک وہ نشہ میں نہ ہو۔

اس جن کے لیے چشمے میں شراب ڈالی گئی۔ وہ آیا، شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا۔ انہوں نے اسے انگوٹھی دکھائی تو اس نے سمعاً وطاعۃً کہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے جکڑ لیا پھر اسے پہاڑ کی طرف لے گئے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ دھویں کا پہاڑ ہے۔ دھواں جسے وہ دیکھتے وہ اس کی ذات سے نکلتا تھا اور وہ پانی جو اس پہاڑ سے نکلتا وہ اس کا پیشاب ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے(1) حضرت سلیمان علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اپنی اس بیوی کے پاس رکھی جو تمام بیویوں سے آپ کے نزدیک زیادہ قابل اعتماد تھی۔ شیطان اس بیوی کے پاس آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام صورت بنائی۔ اس شیطان نے آپ سے انگوٹھی لی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حمام سے نکلے۔ اس بیوی کے پاس آئے۔ اس سے کہا انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی آپ کو دے دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا تو نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھاگ گئے اور وہ شیطان آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں سے بھاگ گئے۔ پچاس دن تک درختوں کے پتے ہی تلاش کرتے رہے۔ بنو اسرائیل نے شیطان کے معاملہ کو عجیب جانا۔ بعض نے بعض سے کہا کیا تم بھی امور مملکت میں کوئی عجیب چیزیں دیکھتے ہو جو ہم دیکھتے ہیں؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا ہاں۔ کہا تم سب لوگ ہلاک ہو گئے اور تمہارا ملک بھی تباہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اس خبر کی حقیقت کا علم ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویاں تمہارے پاس ہیں۔ ان سے پوچھ لو اگر تو وہ بھی کچھ عجیب صورتحال دیکھتی ہیں جو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ کی قسم! ہم بھی کوئی عجیب صورتحال دیکھتی ہیں۔

جب وہ مدت ختم ہوگئی حضرت سلیمان علیہ السلام چلے یہاں تک کہ ساحل سمندر پر آئے، آپ نے شکاریوں کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کررہے تھے۔ انہوں نے بہت ساری مچھلیاں شکار کیں۔ بعض مچھلیاں ان کی طاقت سے بڑھ کر تھیں۔ انہوں نے وہ مچھلیاں پھینک دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ شکاریوں نے وہ مچھلیاں دے دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے اس میں سے کھانا دے دو۔ انہوں نے انکار کردیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں سلیمان، علیہ السلام ہوں۔ ان میں ایک عصا کی طرف جلدی سے اٹھا اور غصہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عصا مارا۔ آپ ان مچھلیوں کی طرف آئے جو انہوں نے پھینکی تھیں۔ ان سے دو مچھلیاں لے لیں۔ انہیں سمندر کی طرف لے گئے۔ انہیں دھویا۔ ایک کا پیٹ چیرا تو اس میں سے وہ انگوٹھی موجود تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لے لی اور اسے پہن لیا۔ آپ اپنے ملک میں واپس آگئے۔ وہ ہی شکاری مچھلیاں بیچنے کے لیے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ جب تم نے میری تذلیل کی تو میں نے تم پر ظلم نہ کیا۔ جب تم میری عزت کروگے تو میں تمہاری تعریف نہیں کروں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو آپ انگوٹھی اپنی محبوب ترین بیوی کو دے دیتے۔ جب آپ نکلے آپ کے لیے پانی رکھ دیا گیا تو آپ نے انگوٹھی اپنی بیوی کو دے دی۔ آپ اس بیت الخلاء میں رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اس عورت کے پاس شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس عورت نے انگوٹھی اسے دے دی۔ وہ اس سے تنگ پڑ گیا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا۔ ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی مانگی۔ اس نے کہا میں نے انگوٹھی آپ کو دے دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم ہوگیا کہ انہیں آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ آپ نکلے۔ اپنا ملک چھوڑ دیا اور سمندر پر رہنے لگے۔ بھوک پیاس برداشت کرنے لگے۔ ایک روز آپ شکاریوں کے پاس آئے جنہوں نے گزشتہ روز مچھلیاں شکار کی تھیں جنہیں پھینک دیا تھا۔ اس روز انہوں نے مچھلیاں شکار کیں جو ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے کیونکہ میں مسافر ہوں۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ آپ لوٹے اور پھر پہلی جیسی گفتگو کی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے سر اٹھایا اور کہا ان مچھلیوں کے پاس جاؤ اور اس سے ایک مچھلی لے لو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان مچھلیوں کے پاس آئے اور ان میں سے ایک مچھلی لے لی۔ جب آپ نے اسے پکڑا تو اس میں بدبو تھی۔ آپ سمندر پر آئے۔ اسے دھویا۔ اس کا پیٹ پھاڑا۔ تو اس میں آپ کی انگوٹھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، اسے پہن لیا۔ آپ کے اردگرد ہر شے کے لشکر بول پڑے۔ اس کی وجہ سے شکاری گھبرا گئے۔ وہ آپ کی طرف اٹھے مگر ان کے درمیان اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان رکاوٹ قائم کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک آپ کو واپس کردیا۔

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے حضرت علی بن زید کے واسطہ سے حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد لوگوں سے تین دن تک چھپے رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اے سلیمان! تو تین دن تک لوگوں سے چھپا رہا تو نے لوگوں کے نہ معاملات کی نگہداشت کی اور نہ ہی ظالم سے مظلوم کو انصاف دلایا۔

آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ جب آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اپنے بستر کے نیچے رکھ دیتے۔ شیطان آیا اس نے انگوٹھی لی۔ لوگ شیطان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں۔ لوگوں نے آپ کو دھکے دیے۔ آپ چالیس روز تک سیاحت کرتے رہے۔ آپ کشتی والوں کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی دی۔ آپ نے اس کا پیٹ پھاڑا تو انگوٹھی اس میں تھی۔ آپ نے انگوٹھی کو پہن لیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور شیطان کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا تو اس موقع پر دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ۔ کہا سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں نے اس کے معاملہ میں اجنبیت محسوس کی۔ انہوں نے ایک دوسری سے کہا کیا تم اس سے کوئی اجنبی چیز دیکھتی ہو؟ سب نے کہا ہاں۔ وہ ان کے پاس اس وقت بھی آتا جب وہ حائضہ تھیں۔ علی بن زید نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کی وہ شیطان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں پر تسلط دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمن بن نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کے بارے میں ذکر کیا۔ فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوم میں ایک آدمی تھا جس طرح میری امت میں حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ جب اس نے اس جن کی حالت میں کچھ تغیر دیکھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ تھا تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا۔ پوچھا کیا تم اپنے صاحب کے بارے میں کوئی عجیب بات دیکھتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں وہ پہلے ہمارے پاس حالت حیض میں نہیں آتا تھا جبکہ یہ ہمارے پاس حالت حیض میں بھی آتا ہے۔ اس نے اپنی تلوار سونتی تاکہ اسے قتل کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس کر دی۔ آپ آئے تو اسے اپنی جگہ پایا تو اس آدمی نے اپنے ارادہ سے آپ کو آگاہ کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ اس جن کا نام صخر تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی جسے آصف کہتے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان چالیس دن تک حضرت سلیمان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

تخت پر بیٹھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔ آپ کی ایک بیوی کا نام جرادہ تھا۔ یہ آپ کی پسندیدہ اور اعتماد والی بیوی تھی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حالت جنابت میں ہوتے یا قضائے حاجت کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ اس بیوی کے علاوہ کوئی بھی آپ کے لیے زیادہ اعتماد والا نہ تھا۔ ایک روز آپ کے پاس آئی اور کہا بھائی اور فلاں کے درمیان جھگڑا ہے۔ میں یہ بات پسند کرتی ہوں کہ جب وہ آئے تو اس کے حق میں فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور ایسا نہ کیا۔ آپ کو آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے مہر دی۔ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔ شیطان آپ کی شکل میں باہر نکلا اور کہا مہر دے اور اس عورت نے اسے مہر دے دی۔ وہ آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بعد میں نکلے۔ آپ نے اس عورت سے مہر دینے کو کہا۔ اس عورت نے کہا کیا آپ پہلے مہر نہیں لے چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

آپ اپنے مکان سے سرگرداں نکل گئے اور شیطان چالیس روز تک فیصلے کرتے رہا۔ لوگوں نے اس کے احکام کو بڑا عجیب جانا۔ بنو اسرائیل کے قراء اور علماء اکٹھے ہوئے۔ وہ آئے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم نے اس کے معاملات کو عجیب وغریب جانا ہے۔ وہ چلے یہاں تک کہ اس جن تک پہنچے۔ اس کو گھیر لیا پھر تورات کو کھولا اور اسے پڑھا تو ان کے درمیان سے اڑ گیا اور محل کے کنگرے پر جا گرا۔ پھر اڑا یہاں تک سمندر تک چلا گیا۔ انگوٹھی اس سے سمندر میں گر پڑی تو سمندر کی مچھلیوں میں سے ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اسی حالت میں آئے یہاں تک کہ سمندر کے شکاریوں تک پہنچے۔ آپ بھوکے تھے۔ آپ نے ان کے شکار سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے آپ کو دو مچھلیاں دے دیں۔ آپ سمندر کے کنارے کی طرف گئے۔ ان کے پیٹ چاک کیے تو اپنی انگوٹھی ان میں سے ایک کے پیٹ میں پائی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک اور شان وشوکت واپس کر دی۔ آپ نے اس شیطان کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے لوہے کے ایک صندوق میں رکھا گیا۔ پھر اسے بند کر دیا گیا اس پر تالا لگایا اور اپنی مہر لگا دی۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ وہ شیطان اسی صندوق میں رہے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہوگی۔ اس کا نام حبقیق تھا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنَابَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عورت کے پاس گئے جو مچھلیاں بیچتی تھی۔ آپ نے اس سے مچھلی خریدی۔ آپ نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں انگوٹھی نکلی۔ آپ جس درخت کے پاس سے گزرتے یا جس شے کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے لیے سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ اپنے ملک اور گھر والوں تک پہنچ گئے۔ اَنَابَ کا معنی ہے وہ لوٹے۔ (2)

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 185، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 186

marfat.com
Marfat.com

اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرۡنَا لَهُ الرِّیۡحَ تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِهٖ رُخَآءً حَیۡثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیۡنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مُقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامۡنُنۡ اَوۡ اَمۡسِكۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰی وَ حُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

''عرض کی میرے رب! مجھے معاف فرما دے اور عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد بیشک تو ہی بے اندازعطا کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا۔ چلتی تھی آپکے حسب حکم آرام سے جدھر آپ چاہتے۔ اور سب دیو بھی ماتحت کر دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور۔ اور ان کے علاوہ (جو سرکش تھے) باندھ دیئے گئے زنجیروں میں۔ (اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے چاہے (کسی کو بخش کر) احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ تم سے باز پرس نہ ہو گی۔ اور بیشک انہیں ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے اور خوب صورت انجام۔''

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اپنی سند میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دعا نہیں سنی مگر آپ اس کا آغاز سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلَی الۡوَهَّابِ سے کرتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَهَبۡ لِیۡ مُلۡكًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے ملک سلب نہ کرنا جس طرح تو نے مجھ سے سلب کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے مجھ سے سلب نہ کرنا جس طرح تو نے اسے مجھ سے سلب کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات شیطان میری نماز پڑھنے کی جگہ میں میرے سامنے آگیا، گویا یہ تمہاری بلی ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے صبح تک قید کر دوں۔ تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَهَبۡ لِیۡ مُلۡكًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا جن گزشتہ رات بار بار میرے پاس آتا تا کہ میری نماز کو تڑوا دے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا فرما دی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں یہاں تک کہ تم صبح کرو اور تم سب اسے دیکھو تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 676 (1835)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 187
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 25 (39)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کا قول یاد آیا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ تو اللہ تعالیٰ نے اسے نامراد واپس کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا۔ میں نے اس کے حلق کو پکڑ لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے انگوٹھے پر پائی۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام پر رحم فرمائے، اگر اس کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح بندھا ہوتا جسے تم دیکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں صبح کی نماز کے لیے نکلا تو مسجد کے دروازے میں مجھے شیطان ملا۔ وہ میرے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ میں نے اس کے بالوں کے مس کو پایا۔ میں نے اس کو قابو کر لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر پایا۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو تم صبح اسے مقتول دیکھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز شروع کی، آپ نے قرأت کی۔ آپ پر قرأت مشکل ہوگئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کاش! تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے میں نے اپنا ہاتھ دبایا۔ میں اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی یعنی انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر شیطان گزرا۔ تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اس نے کہا آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا جسے مدینہ کے بچے دیکھتے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے میرے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا پہلے نہ ہوتی تو میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیتا اور مدینہ طیبہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔(3)

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر بن علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے چچا اور بھائی حضرت جعفر کے ساتھ چلا۔ میں نے کہا لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے ملک عطا فرمائے تو انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے وہ حضرت علی شیر خدا سے وہ نبی کریم ﷺ سے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 82، دار صادر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 99، دار الفکر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 201 (2299)، دار الفکر بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4137)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

روایت نقل کرتے ہیں کوئی بادشاہ کسی نبی کی امت میں نہیں رہے گا جتنی عمر نبی کریم ﷺ اپنی امت میں رہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور ان کے ملک کی عظمت کا ذکر کیا گیا کہ آپ کے اصطبل میں بیس ہزار گھوڑے تھے۔ آپ کے دوپہر کے کھانے پر ہر روز ستر بیل ذبح کیے جاتے۔ یہ مینڈھوں، پرندوں اور شکاروں کے علاوہ تھے۔ وہب سے کہا گیا کیا ان کے مال میں اتنی گنجائش تھی؟ فرمایا جب وہ بنو اسرائیل کے بادشاہ بنے تو آپ نے یہ شرط لگائی کہ وہ سب ان کے غلام ہوں گے اور ان کے مال آپ کے مال ہوں گے جو چاہے لے لے اور جو چاہے ترک کرے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ آپ نے اپنا تخت رکھا اس پر بیٹھ گئے۔ کرسیاں آپ کے دائیں بائیں رکھ دی گئیں۔ لوگ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے جن ان کے پیچھے تھے۔ سرکش جن اور شیاطین ان کے پیچھے تھے۔ آپ نے پرندوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے سایہ کر دیا۔ ہوا سے فرمایا ہمیں اٹھا لے آپ سفر کا ارادہ کر رہے تھے۔ ہوا نے آپ کو اٹھا لیا جبکہ آپ تخت پر موجود تھے۔ جبکہ لوگ اپنی کرسیوں پر موجود تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ آپ سے گفتگو کر رہے تھے نہ کرسی بلند ہوتی نہ پست ہوتی جبکہ پرندے آپ کو سایہ کیے ہوئے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری کا آواز دور سے سنا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کا ایک آدمی اپنی کدال پکڑے ہوئے اپنے کھیت میں تھا اور اسے تیار کر رہا تھا کہ اس نے آواز سنی اور کہا یہ آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکروں کی ہے کہ اسی لمحہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی توجہ ہوئی جبکہ آپ تخت پر تھے کہ اچانک ایک آدمی تیزی سے راستے کی طرف دوڑا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا یہ آدمی مظلوم ہے یا ضرورت مند ہے۔ آپ نے ہوا سے حکم دیا۔ جب میں وہاں پہنچوں تو ٹھہر جانا۔ ہوا نے آپ کو اور آپ کے لشکروں کو وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس کی وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا کیا تجھے کوئی کام ہے؟ تمام مخلوق اس کے پاس کھڑی ہو چکی تھی۔ اس نے عرض کی حاجت مجھے تیرے پاس لے آئی ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ملک عطا فرمایا ہے جو اس نے کسی بادشاہ کو عطا نہیں فرمایا اور میرا خیال ہے کسی اور کو بعد میں عطا نہیں فرمائے گا جو تیری بادشاہت گزر چکی ہے۔ اس کے بارے میں تو کیا پاتا ہے؟ فرمایا میں تجھے اس بارے میں بتاتا ہوں میں سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب دیکھا پھر میں جاگا تو میں نے اس کی تعبیر کی۔ اس نے کہا یہ کچھ نہیں مگر یہی۔ اس نے کہا مجھے بتائیے تیری بادشاہت میں جو چیز باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بارے میں تو اس وقت کیا پاتا ہے؟ کہا تو مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جسے میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا وہ یہی گھڑی ہے پھر وہ پشت پھیر کر چلا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی گدی کو دیکھنے لگے اور جو اس نے کہا تھا اس میں سوچنے لگے۔ پھر ہوا سے فرمایا ہمیں لے چل۔ وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔ رُخَآءً سے مراد ایسی ہوا ہے جو نہ بہت تیز ہو اور نہ بہت ہلکی ہو بلکہ درمیانی ہو۔ جس

marfat.com
Marfat.com

طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (سبا:12) وہ آندھی بھی نہ تھی جو اذیت دے اور نہ اتنی نرم تھی جو آپ پر شاق گزرتی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلمان بن عامر شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سلیمان علیہ السلام اور انہیں جو بادشاہت دی گئی تھی اسے جانتے ہو۔ انہوں نے تواضع کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر اٹھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا کی اور جو حکومت عطا کی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بناتے جو کی روٹی کھاتے اور بنو اسرائیل میں سے حواریوں کو کھلاتے۔(2)

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن منذر اور ابن عساکر نے صالح بن سمار سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ مجھ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو۔ عرض کی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی ذات سے ڈرنے والا بنا دے جس طرح میری ماں کا دل تھا اور میرے دل کو یوں بنا دے کہ وہ تجھ سے محبت کرے جس طرح میرے باپ کا دل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے بندے کو پیغام بھیجا کہ میں اس سے اس کی حاجت پوچھوں۔ اس کی حاجت یہ تھی کہ میں اس کے دل کو بنا دوں کہ وہ مجھ سے ڈرے اور اس کا دل بنا دوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے۔ میں اسے ایسا ملک عطا کروں گا جو اس کے بعد کسی کے لیے زیبا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً جبکہ آخرت میں آپ سے اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے دعا کی تھی اس وقت ہوا اور شیاطین آپ کی بادشاہت میں نہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا فرما دی۔ ہوا کو حکم دیا کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق چلتی جہاں آپ چاہتے۔ رُخَآءً یعنی نہ بہت تیز اور نہ ہی بہت آہستہ بلکہ اس کے درمیان ہوتی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے، ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً کا معنی ہے وہ آپ کی مطیع تھی جہاں آپ کا ارادہ ہوتا اسی کے مطابق چلتی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 115، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 22، صفحہ 238، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 190

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَیۡثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں اس کا ارادہ ہوتا۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی نرم، حَیۡثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں آپ کا ارادہ ہو۔ وَ الشَّیٰطِیۡنَ کُلَّ بَنَّآءٍ یعنی شیاطین آپ کے لیے عبادت گاہیں اور مجسمے بناتے۔ غَوَّاصٍ وہ سمندر سے آپ کے لیے زیورات نکالتے وَّ اٰخَرِیۡنَ مُقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ سرکش جن بیڑیوں میں جکڑے ہوتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی پاکیزہ ہے۔ وہ زیورات کے لیے غوطہ لگاتے اور انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پانی پر محل بنائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ انہیں گرا دو جبکہ تمہارے ہاتھ بھی انہیں نہ لگیں۔ ان جنوں نے اس پر گوپھیا سے پتھر پھینکے یہاں تک کہ اسے زمین بوس کر دیا۔ اس کی منفعت ہمارے لیے بعد میں باقی رہی۔ یہ جنوں کا عمل تھا ہمارے لیے کوڑوں کی منفعت باقی رہی۔ آپ جنوں کو لکڑی سے مارتے اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ انہوں نے عرض کی آپ کے لیے یہ چیز پسندیدہ ہے کہ آپ ہمیں تکلیف تو دیں مگر ہمارے اعضاء نہ توڑیں؟ فرمایا ہاں تو انہوں نے آپ کو چابک کے بارے میں بتایا۔ ملمع سازی یہ بھی جنوں کا کام ہے۔ انہوں نے پانی چڑھایا پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا تو آپ نے بلقیس کے عرش کے پائیوں کے نیچے ستونوں پر اسے ڈالا شیشے کا کام بھی جنوں کا ہی ہے۔ جب اعور نے سمندر کے شیطان کو باہر نکالا جب آپ نے بیت المقدس بنانے کا ارادہ کیا۔ اعور نے کہا میرے لیے ہدہد کا ایک انڈا لاؤ۔ پھر اس پر شیشے کا غلاف بنا دو ہدہد آیا۔ وہ اپنا انڈا دیکھنے لگا مگر اس انڈے تک نہ پہنچ پاتا۔ وہ اس کے ارد گرد چکر لگاتا۔ وہ گیا وہ اسی مقدار میں ہیرا لے آیا۔ اس بوتل پر رکھا۔ وہ شیشے کا غلاف (بوتل) پھٹ گیا۔ بیت المقدس اسی ہیری اور گھوپیا سے گرایا گیا۔ سمندر میں خزانہ تھا ان شیاطین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی بارے میں آگاہ کیا۔ ان کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء کے جنت میں داخل ہونے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ وجہ اس کی یہ ہوگی جو انہیں دنیا کی بادشاہت عطا کی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: ھٰذَا عَطَآؤُنَا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگوٹھی واپس کرنے کے بعد عطا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَامۡنُنۡ اَوۡ اَمۡسِکۡ کا معنی یہ ہے کہ آپ جنوں میں سے جسے چاہیں آزاد کر دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ملک ہم نے تجھے عطا کیا ہے اب اس میں سے جو چاہیں عطا کریں اور جو چاہیں روک لیں۔ اس معاملہ میں نہ آپ پر کوئی بوجھ ہے اور نہ آپ پر کوئی حساب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس میں آپ پر کوئی حرج نہیں

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 121، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 192

marfat.com
Marfat.com

چاہو تو اسے اپنے پاس روکے رکھو چاہو تو عطا کرو۔

عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: جو چاہو عطا کرو جو چاہو روک لو تجھ پر کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت بھی کی ہے۔ اس سے اس بارے میں شکر کا مطالبہ ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا چاہو تو احسان کرو چاہو تو روکے رکھو کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بڑا مبارک ملک عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ یعنی اگر عطا کرو تو اس پر اجر ہے۔ اگر عطا نہ کرو تو اس پر کوئی بوجھ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور بن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حُسْنَ مَاٰبٍ کا معنی اچھا ٹھکانہ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَزُلْفٰی کا معنی قریب اور مآب کا معنی لوٹنے کی جگہ ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝٤١ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝٤٢ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ۝٤٣ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝٤٤

"اور یاد فرمائیے ہمارے بندے ایوب کو۔ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو (الٰہی!) پہنچائی ہے مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ، (حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔ اور ہم نے عطا فرمایا انہیں ان کا اہل وعیال اور ان کی مانند اور ان کے ساتھ بطور رحمت اپنی جناب سے اور بطور نصیحت اہل عقل کے لیے۔ اور (حکم ملا) پکڑ لو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بیشک ہم نے پایا انہیں صبر کرنے والا، بڑی خوبیوں والا بندہ، ہر وقت ہماری طرف متوجہ"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کے اہل اور مال چلے گئے اور جسم میں جو بیماری لگی اس کا ذکر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور چند ماہ اس آزمائش کا شکار رہے۔ آپ کو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے آپ کے جسم میں آتے جاتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تکلیف کو رفع کیا اس کے اجر کو عظیم کیا اور آپ کو حسین بنا دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِنُصْبٍ سے مراد جسم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123

marfat.com
Marfat.com

تکلیف اور عَذَابٍ سے مراد مال میں عذاب ہے۔(2)

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان آسمان کی طرف بلند ہوا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کے مال اور اولاد پر غلبہ عطا کرتا ہوں۔ اس کے جسم پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ وہ نیچے اترا۔ اس نے اپنے لشکروں کو جمع کیا۔ انہیں کہا مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا کیا گیا ہے۔ مجھے اپنا غلبہ دکھاؤ۔ وہ آگ بن گئے۔ پھر پانی بن گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مشرق میں ہوتے تو پھر مغرب میں ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مغرب میں ہوتے پھر مشرق میں ہوتے۔ شیطان نے اپنے لشکروں میں سے ایک جماعت آپ کی کھیتی کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کے گھر والوں کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کی گائیوں کی طرف بھیجی اور ایک جماعت آپ کی بکریوں کی طرف بھیجی۔ شیطان نے کہا وہ تم سے صرف نیکی کے ساتھ ہی بچ سکتا ہے۔ وہ حضرت ایوب علیہ السلام پر مصائب لاتے جو بعض سے بڑھ کر تھے کھیتوں کا نگہبان آیا۔ عرض کی اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس نے تیری کھیتیوں کی طرف دشمن بھیج دیے ہیں۔ وہ اس کھیتی کو تباہ کر گئے ہیں۔ اونٹوں کا نگہبان آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا اس نے تیرے اونٹوں کی طرف دشمن بھیج دیے جو انہیں ہلاک کریں گے۔ پھر گائیوں کا نگہبان آیا۔ اس سے عرض کی کیا آپ اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے جس نے تیری گائیوں کی طرف دشمن بھیج دیئے ہیں جو انہیں لے گیا ہے۔ آپ اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ان میں سے سب سے بڑے کے گھر میں تھے۔ اسی اثناء میں کہ وہ سب کھانا کھا رہے تھے اور پانی پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے گھر کی دیواروں اور اس کے حصوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے ان پر پھینک دیا۔ شیطان ایک نوجوان کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کو نہیں دیکھتا جس نے تیرے بیٹوں کو ان میں سے بڑے کے گھر جمع کیا۔ اسی اثناء میں کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اور مشروب پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے مکان کے اجزاء کو اپنی گرفت میں لیا اور ان پر پھینک دیا۔ کاش! آپ دیکھتے جب ان کے خون اور گوشت ان کے کھانے اور مشروب کے ساتھ ملے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے فرمایا تو شیطان ہے۔ پھر شیطان سے فرمایا میں آج اس دن کی طرح ہوں جس دن میری ماں نے مجھے جنا۔ آپ اٹھے اور اپنے سر کا حلق کرایا اور نماز پڑھنے لگے۔ ابلیس ایسی آواز سے رویا جسے آسمان اور زمین والوں نے سنا۔ پھر وہ آسمان کی طرف گیا اور کہا اے میرے رب! وہ تو محفوظ رہا مجھے اس پر غلبہ عطا کر میں تیری طاقت کے بغیر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دیا۔ اس کے دل پر غلبہ نہیں دیا۔ وہ نیچے اترا اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قدموں کے نیچے پھونک ماری جس نے آپ کے قدموں سے لے کر سر کے بالوں تک زخمی کر دیا۔ تو گویا آپ سراپا زخم ہو گئے۔ آپ کو راکھ پر پھینکا گیا یہاں تک کہ دل کا پردہ ظاہر ہو گیا۔ آپ کی بیوی آپ کی خدمت کرتی یہاں تک کہ اس نے حضرت ایوب سے عرض کی اے ایوب! آپ دیکھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے ایسی مشقت اور فاقہ آپہنچا ہے کہ میں نے اپنی مینڈھیاں ایک روٹی کے بدلے میں بیچیں ہیں جو تجھے کھلا رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے اور تجھے راحت دے۔ فرمایا تجھ پر

marfat.com

Marfat.com

افسوس ہم ستر سال تک آسائش میں رہے۔ صبر کر یہاں تک کہ ہم ستر سال تکلیف میں رہیں۔ ابھی انہیں سات سال مصیبت میں گزرے تھے۔ آپ نے دعا کی تو ایک روز جبرئیل امین آئے۔ انہوں نے حضرت ایوب کا ہاتھ پکڑا۔ پھر فرمایا اٹھو۔ آپ اٹھے۔ حضرت جبرئیل امین نے آپ کو اس جگہ سے ہٹایا اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ آپ نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابل پڑا۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا غسل کر حضرت ایوب علیہ السلام نے اس چشمہ سے غسل کیا پھر جبرئیل آمین آئے اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ آپ نے پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑھا۔ جبرائیل امین نے کہا اس سے پیو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ کا یہی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کا حلہ عطا فرمایا۔ حضرت ایوب اس جگہ سے ایک طرف ہو گئے اور ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی آئی اور آپ کو نہ پہچان سکی اور کہا اے اللہ کے بندے! وہ مصیبت زدہ کہاں ہے جو یہاں ہوتا تھا شاید کتے اور بھیڑیے اسے یہاں سے لے گئے ہیں؟ وہ چند گھڑیوں تک باتیں کرتی رہیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تجھ پر افسوس میں ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا جسم مجھے واپس کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد بعینہ واپس کر دی اور اتنا اور بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سونے کی مکڑیاں بھیجیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان مکڑیوں کو پکڑتے اور اسے اپنے کپڑے میں ڈال لیتے اور اپنی چادر کو پھیلاتے جاتے اور اس میں ڈالتے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی کی اے ایوب! کیا تو سیر نہیں ہوا؟ عرض کی اے میرے رب! وہ کون ہے جو تیرے فضل اور رحمت سے سیر ہو جائے۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس راستے پر بیٹھا۔ اس نے ایک تابوت بنایا۔ وہ لوگوں کو دوائی دیتا تھا۔ حضرت ایوب کی بیوی نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! یہاں ایک مصیبت زدہ ہے جسے یہ یہ تکلیف ہے۔ کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اس کا علاج کرے؟ ابلیس نے کہا ہاں۔ شرط یہ ہے اگر میں اسے شفا دے دوں تو وہ صرف یہ کہہ دے کو تو نے مجھے شفا دی ہے۔ میں اس سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔ آپ کی بیوی آپ کے پاس آئی۔ اس نے حضرت ایوب کے سامنے تمام واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت ایوب نے فرمایا تجھ پر افسوس! وہ تو شیطان ہے اللہ کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دے دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ گھاس کا گٹھہ لے تو آپ نے ایک شاخ لی جس میں سو باریک شاخیں تھیں تو ایک دفعہ اپنی بیوی کو مارا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان جس نے حضرت ایوب کو مس کیا تھا اس کا نام مسوط تھا۔ حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے۔ آپ دعا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ بنو اسرئیل کی ایک جماعت آپ کے پاس سے گزری۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اسے یہ جو مصیبت پہنچی ہے کسی بڑے گناہ کی وجہ سے پہنچی ہے۔ اس موقع پر آپ نے عرض کی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء)

ابن منذر نے ابن جریر سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد پانی ہے کہا آپ نے اپنا دایاں پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابلا

marfat.com
Marfat.com

اپنا دایاں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا ان میں سے ایک سے پانی پیا اور دوسرے سے غسل کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کو حمامہ کہتے ہیں تو دو چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ آپ ایک سے پانی پیتے ہیں اور دوسرے سے غسل کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب پر جب مصیبت بہت سخت ہوگئی تو دعا کی یا دعا کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ تو ایک چشمہ ابلا۔ آپ نے اس سے غسل کیا تو جو تکلیف تھی۔ وہ دور ہوگئی پھر آپ چالیس قدم چلے۔ پھر پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا۔ تو آپ نے اسی سے پیا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو جب مصیبت پہنچی تو ابلیس نے کہا اے میرے رب! ایوب کو اس کی کیا پرواہ، کہ تو اسے اس کے اہل اور اسی جتنے اور عطا کردے اور اسے اس کا مال اور حکومت بخش دے اور مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا کر۔ فرمایا جا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دے دیا۔ اے خبیث! اس کے نفس سے دور رہنا تو شیطان نے ایک پھونک ماری تو آپ کا گوشت گر گیا۔ جب حضرت ایوب نے اسے تھکا دیا تو شیطان نے چیخ ماری جس کی وجہ سے لشکر اس کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! تجھے کس چیز نے غضبناک کیا ہے؟ شیطان نے کہا کیا میں غضبناک نہ ہوں۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا جبکہ اس کا یہ کمزور سا بیٹا مجھ پر غالب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! اس کی بیوی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ زندہ ہے۔ کہا ہاں اس کا معاملہ تجھے کفایت کر جائے گا۔ شیطان نے حضرت ایوب سے کہا اگر تو اسے چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا ورنہ (3) اسے دے دو پھر شیطان ایوب کی بیوی کے پاس آیا۔ اسے استبراء کے لیے کہا۔ وہ عورت حضرت ایوب کے پاس آئی اور اس سے کہا اے ایوب! یہ مصیبت کب تک رہے گی؟ ایک بات ہے پھر اپنے رب سے بخشش طلب کر لینا۔ وہ تمہیں معاف کر دے گا۔ حضرت ایوب نے اپنی بیوی سے فرمایا تو نے یہ کیا کہا ہے۔ پھر اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت نصیب فرمائی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور عرض کی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ تو حضرت ایوب کی طرف آپ کا حسن اور شباب لوٹ آیا۔ پھر آپ مٹی کے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی کھانا لے کر آئی تو حضرت ایوب کا کوئی نشان نہ پایا۔ اس نے حضرت ایوب سے کہا جبکہ آپ ٹیلے پر موجود تھے۔ اے اللہ کے بندے! کیا تو نے وہ مصیبت زدہ دیکھا ہے جو یہاں ہوتا تھا؟ حضرت ایوب نے اسے فرمایا اگر تو اسے دیکھے گی تو پہچان لے گی؟ عورت نے کہا شاید تو ہی وہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ کی طرف وحی کی خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ کہا ضِغْثًا سے مراد یہ ہے کہ وہ چابک کا ایک گٹھا پکڑے اور ایک ہی دفع مارے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 196

3۔ عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے مال، اولاد اور جسم میں آزمائش میں ڈالا گیا اور انہیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ آپ کی بیوی جاتی تو اتنا کماتی جتنا آپ کو کھلاتی۔ شیطان نے اس پر حسد کیا۔ وہ مالدار لوگوں کے پاس آتا جو اس عورت پر صدقہ کرتے اور کہتا اس عورت کو دور بھگا دو جو تمہارے پاس آتی ہے کیونکہ یہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوتی ہے۔ لوگ تمہارے کھانے سے اسی لیے بچتے ہیں کہ یہ عورت تمہارے پاس آتی ہے۔ اب وہ آپ کی بیوی کو قریب نہ آنے دیتے اور کہتے ہم سے دور رہ۔ ہم تجھے کھانا دے دیں گے تو ہمارے قریب نہ آیا کر۔ بیوی نے اس بارے میں حضرت ایوب سے بات کی۔ حضرت ایوب نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ جب آپ کی بیوی آپ کے پاس سے جاتی تو شیطان اس سے ملتا اور یہ ظاہر کرتا کہ حضرت ایوب کو جو مصیبت پہنچی اس پر وہ بڑا دکھی ہے۔ اور کہتا ''لَجَّ صَاحِبُكِ وَاَبٰى اِلَّا مَا اَبَى اللّٰهُ'' تیرے خاوند نے جھگڑا کیا اور انکار کیا مگر اللہ نے انکار نہیں کیا۔ اگر وہ ایک بات کہہ دیتا تو اس سے ہر تکلیف دور ہو جاتی اس کا مال اور اولاد سب واپس آ جاتے۔ بیوی حضرت ایوب کے پاس آتی اور آپ کو بتاتی۔ حضرت ایوب اسے فرماتے تجھے اللہ کا دشمن ملا ہے اور اس نے یہ بات تجھے سکھائی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مرض سے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ۔ تَحْنَثْ سے مراد کھجور کی شاخوں کا گٹھا ہے۔ (1)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد پاکیزہ گھاس کا گٹھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ضِغْثًا سے مراد گٹھا ہے۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد ایسا گٹھا ہے کہ جس میں ننانوے لکڑیاں ہوں۔ اصل میں سو پورا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی کو شیطان نے کہا اپنے خاوند سے کہو وہ یہ یہ کہے۔ بیوی نے آپ سے یہ کہا تو حضرت ایوب نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے سو کوڑے ماریں گے۔ تو آپ نے اسے یہ گٹھا مارا تو اس میں آپ نے قسم بھی پوری کر دی اور عورت کے لیے بھی تخفیف ہو گئی۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ جو روٹی لاتی تھی اس سے زائد لاتی جو وہ کام کرتی تھی۔ آپ کو خوف ہوا کہ اس سے خیانت واقع ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ سے تکلیف کو رفع کر دیا تو اس تہمت سے بیوی کی برات کا علم ہوا جو آپ نے اس پر لگائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تو آپ نے ثمامہ (4) کا گٹھا لیا جس میں سو لکڑیاں تھیں۔ اس کے ساتھ بیوی کو مارا جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 113، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123، بیروت
4۔ جنگل کی لکڑی کا نام۔ (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ رعایت حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص تھی، عطاء نے کہا یہ تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **ضِغْثًا** سے مراد درختوں کی ایک جماعت ہے۔ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص اور ہمارے لیے عام ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک گٹھا لے جس میں قت کی لکڑیوں کے سو اجزاء ہوں۔ پھر وہ اپنی بیوی کو ماریں۔ اس قسم کی وجہ سے جو آپ نے قسم اٹھائی تھی۔ یہ اجازت حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد انبیاء کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ساعدہ میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوئی۔ اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی؟ جواب دیا فلاں اپاہج سے۔ اس اپاہج سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا اس نے سچ بولا ہے۔ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کھجوروں کا گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں۔ اسے ایک دفع ہی مارو۔ تو صحابہ نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی اور عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے گھروں میں ایک کمزور کٹے اعضاء والا آدمی ہوتا تھا۔ گھر والوں کو اور کسی بات کا کوئی خوف نہ ہوتا مگر وہ گھر کی ایک لونڈی سے کھیلتا رہتا۔ وہ مسلمان تھا۔ حضرت سعد نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر حد جاری کرو۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس سے بہت کمزور ہے۔ اگر ہم نے اس کو سو کوڑے مارے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ فرمایا اس کے لیے کھجور کا ایک گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارو اور اسے چھوڑ دو۔ (1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک فاحشہ سے بدکاری کی جبکہ وہ مریض تھا اور مرنے والا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے عمل کے بارے میں حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور ﷺ نے کھجور کے گچھے کا حکم دیا جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارنے کا حکم دیا۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بوڑھا لایا گیا جس کی رگیں ظاہر تھیں جس نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تھی۔ تو حضور ﷺ نے کھجور کے خوشوں کے ایک گچھے کے ساتھ ایک ہی ضرب لگائی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت ایوب علیہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 8، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 124، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10 صفحہ 66

marfat.com
Marfat.com

السلام تمام صابرین کے سردار ہوں گے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو پکارا گیا اے ایوب! اگر ہر بال کی جگہ سے تو نے صبر کو نہ انڈیلا تو تو نے صبر نہیں کیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اپنے صبر پر فخر نہ کر۔ اگر میں نے تجھے ہر بال کی جگہ پر صبر نہ دیا ہوتا تو تو صبر نہ کرتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اے ایوب! تیری دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ تجھے شفا دے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہم ستر سال تک نعمتوں میں رہے تو ہمیں رہنے دے کہ ہم سات سال تک آزمائش میں رہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمہ بنت میشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ''زہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کو جب بھی مصیبت پہنچتی تو آپ یوں عرض کرتے اے اللہ تعالیٰ! تو نے پکڑا اور تو نے ہی عطا کیا۔ جب تک تیری ذات باقی رہے گی میں تیرے حسن بلاء پر تیری حمد کرتا رہوں گا۔

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾ وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۸﴾

''اور یاد فرماؤ ہمارے (مقبول) بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو بڑی قوتوں والے اور روشن دل تھے۔ ہم نے مختص کیا تھا انہیں ایک خاص چیز سے اور وہ دار آخرت کی یاد تھی۔ اور یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں۔ اور یاد فرمائیے اسماعیل، یسع اور ذی الکفل کو۔ یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ۔ پڑھتے کہتے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا پھر اس کے بعد آپ کی اولاد کا ذکر کیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ آپ نے وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ پڑھا یعنی جمع کا صیغہ۔ مراد

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 69، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 68

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اُولِي الْاَيْدِيْ سے مراد عبادت میں قوی وَالْاَبْصَارِ یعنی اللہ تعالیٰ کے امر میں بصیرت والے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں تک ید کا تعلق ہے اس سے مراد عمل میں قوت ہے ابصار سے مراد جو انہیں اپنے دین کے معاملہ میں بصیرت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِي الْاَيْدِيْ سے مراد اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں قوی۔ ابصار سے مراد عقل ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ سے مراد عبادت میں قوی اور دین میں مددگار۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ انہوں نے اُسے یوم قیامت کے گھر کے ذکر کو خالص کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد آخرت کا ذکر ان کو اس کے علاوہ نہ کوئی غم ہے اور نہ ہی کوئی ذکر۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں خالص کیا وہ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ کا معنی ہے اہل جنت کی فضیلت۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد عقبی الدار ہے یعنی دار آخرت۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَالْيَسَعَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ اعمش سے مروی ہے کہ انہوں نے یسع کو مشدد پڑھا ہے۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، داراحیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 200

4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 201 — 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ
لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ
حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ
مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا
مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ
قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿٦١﴾

"یہ نصیحت ہے۔ اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے بہت عمدہ ٹھکانہ ہے۔ سدابہار باغات، کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں، طلب فرماتے ہوں گے وہاں طرح طرح کے پھل اور مشروبات اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی (عمر، جمال و کمال میں) ہم مثل (حوریں) ہوں گی۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ روز حساب (تمہیں ملے گا)۔ بیشک یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہ (تو پرہیزگاروں کے لیے) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے برا ٹھکانا ہوگا (یعنی) جہنم۔ وہ داخل ہوں گے اس میں۔ تو یہ کتنا تکلیف دہ بچھونا ہے۔ یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اسے چکھیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی مانند طرح طرح کا عذاب۔ یہ (لو) دوسری فوج گھسنا چاہتی ہے تمہارے ساتھ۔ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں۔ یہ ضرور آگ تاپنے والے ہیں۔ وہ کہیں گے (ظالمو!) تمہیں کوئی خوش آمدید نہ ہو۔ تم نے ہی آگے کیا اس عذاب کو ہمارے لیے۔ سو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! جس (بدبخت) نے آگے کیا ہے ہمارے لیے یہ عذاب۔ پس بڑھا دے اس کا عذاب دوگنا آگ میں۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کا باہر والا حصہ اندر سے اور اندر والا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں کہا جائے گا کھل جا بند ہو جا اور بات کر وہ بات سمجھ جائے گا اور گفتگو کرے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا یہ معنی نقل کیا ہے وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ کسی اور کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اَتْرَابٌ یعنی ایک ہی عمر۔

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "البعث والنشور" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَتْرَابٌ کا معنی ہم مثل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نَّفَادٍ کا معنی ختم ہونا نقل کیا ہے، کہا ہم کیا کرتے تھے کہ غَسَّاقٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 204 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

وہ چیز ہوتی ہے جو جلد اور گوشت کے درمیان سے بہتی ہے۔ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ اسی جیسی عذاب کے کئی جوڑے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو ان کی پیپ بہتی ہے۔ ہناد نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو چیز ان کی جلدوں سے بہتی ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد سخت ٹھنڈک ہے۔ شَكْلِهٖٓ یعنی اس جیسی ازواج یعنی عذاب کی کئی قسمیں۔

امام ہناد بن سدی رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے کھاتے ہیں جسکی سخت ٹھنڈک کی وجہ سے وہ اسے نہ چکھ سکیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد بدبودار ہے۔ وہ طخاویہ (طخاویان کی طرف منسوب ہے) ہوتی ہے۔ (2)

امام احمد، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غَسَّاقٌ کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غَسَّاقٌ جہنم میں ایک چشمہ ہے جس کی طرف سانپ، بچھو اور دوسری چیزوں کا زہر بہتا رہتا ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ (4)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ یعنی سخت ٹھنڈک۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زمہریر کا ذکر کیا اور کہا وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ انہوں نے عبداللہ سے کہا کیا زمہریر کی ٹھنڈک ہوتی ہے تو آپ نے یہ آیت پڑھی لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ (النباء)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجٌ سے مراد مختلف عذاب ہیں۔ (6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ذکر کیا۔ سلاسل اور اغلال کا ذکر کیا اور جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اس کا ذکر کیا اور ایسی چیزوں کا ذکر کیا جو دنیا میں دکھائی نہیں دیتیں۔ (7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ کو الف کے رفع

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 154 (34923)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت — 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209 — 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 208

5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 210 — 7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209

marfat.com
Marfat.com

اور خاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آخر کو الف کے زبر اور مد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ کے بارے میں یہ کہا یہ اتباع کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بڑے اور چھوٹے سانپ۔

وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾

"اور کہیں گے کیا وجہ ہے کہ ہمیں نظر نہیں آ رہے (یہاں) وہ لوگ جنہیں ہم شمار کرتے تھے برے لوگوں میں۔ ہم جن کا تمسخر اڑایا کرتے تھے یا پھر گئی ہیں ان کی طرف سے ہماری آنکھیں۔ یقیناً یہ سچ ہے دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ جہنم میں ابوجہل کہے گا: کیا وجہ ہے کہ میں بلال، عمار، صہیب، خباب اور فلاں کو نہیں دیکھتا۔ ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے جبکہ وہ ایسے تو نہ تھے یا وہ جہنم میں تو ہیں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔(2)

امام ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجال سے مراد وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کو لیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل جہنم میں کہے گا خباب کہاں ہے، صہیب کہاں ہے، بلال کہاں ہے اور عمار کہاں ہے؟۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جنتیوں کو نہ پائیں گے یا وہ ہیں تو جہنم میں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ جب انہیں جہنم میں داخل کیا گیا تو ہماری آنکھیں ان سے بھٹک گئی تھیں۔(3)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 211 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 13-212 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 213

marfat.com
Marfat.com

" (اے حبیب!) آپ فرمایئے میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی خدا مگر اللہ جو ایک ہے سب پر غالب ہے۔ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ عزت والا، بہت بخشنے والا۔"

امام نسائی، محمد بن نصر اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے۔ تو یہ پڑھتے اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ یُّوْحٰۤى اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾

" فرمایئے یہ بڑی اہم اور عظیم خبر ہے۔ تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو۔ مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں فقط کھلا ڈرانے والا ہوں۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو نصر سجزی رحمہم اللہ نے "الابانہ" میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُوَ سے مراد قرآن ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے "الابانہ" میں، محمد بن نصر نے "کتاب الصلاۃ" اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں بحث کرتے رہتے ہو، اسے اللہ تعالیٰ سے سمجھو۔ ارشاد ہے مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ کہا وہ فرشتے تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ...... فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ اسی بارے میں فرشتے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى سے مراد فرشتے ہیں جب انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر آپس میں مشورہ کیا اور جھگڑا کیا۔ عرض کی کیا تو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔(3)

امام محمد بن نصر نے "کتاب الصلاۃ" میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول اس میں بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ تین کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جماعت کے لیے پیدل چل کر جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور محمد بن نصر نے "کتاب الصلوٰۃ" میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا جتنا میں گمان کرتا ہوں اس نے مجھے خواب میں فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 215 3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ الفاظ بین ثدی فرمائے یا فی نحری فرمائے۔ تو میں زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان گیا۔ پھر فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں، کفارات میں، نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے کے بارے میں، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پیدل چلنے کے بارے میں۔ جب وضو ناپسند ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھی زندگی بسر کی۔ وہ خطا میں اس دن کی طرح ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ اے محمد! جب تو نماز پڑھے تو یہ دعا کیا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ اے اللہ! میں تجھ سے بھلائیوں کے کرنے، منکرات کو چھوڑنے اور مساکین سے محبت کا سوال کرتا ہوں۔ جب تو اپنے بندوں کو آزمانے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے۔ اپنی طرف قبض کرلے۔ کہا درجات سے مراد سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (1)

امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے: ایک روز صبح کی نماز حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف نہ لائے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ دیکھ لیتے۔ حضور ﷺ جلدی سے نکلے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو چھڑی منگوائی۔ فرمایا جیسے ہو اسی طرح صفوں میں بیٹھے رہو۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ پھر فرمایا خبردار! میں تمہیں بتانے والا ہوں کہ مجھے کس چیز نے تم سے روکے رکھا ہے؟ میں رات کو اٹھا جتنا میرے لیے ممکن تھا میں نے نماز پڑھی۔ نماز میں مجھے اونگھ آئی یہاں تک کہ نماز پڑھنا میرے لیے مشکل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں ہوں جو انتہائی حسین صورت میں ہے۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میں کچھ نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ تو میرے لیے ہر چیز عیاں ہوگئی اور میں اسے پہچان گیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ فرمایا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ ارشاد فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا اور جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے چل کر جانا۔ فرمایا اے محمد! تو نے سچ کہا ہے۔ اے محمد! یہ پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 342 (3233)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

تیری محبت کے قریب کردے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کو سیکھو اور انہیں یاد کرو کیونکہ یہ حق ہیں۔(1)

امام طبرانی نے "السنہ" میں اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے لیے بہترین صورت میں ظاہر ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا اے میرے رب! مجھے کچھ علم نہیں اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ اس نے مجھ سے کوئی بھی سوال کیا تو مجھے اس کا علم تھا۔ میں اسے سمجھ گیا۔ میں نے کہا ہاں میرے رب وہ درجات اور کفارات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا درجات سے مراد ناپسندیدگی کے وقت اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کے لیے جانا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا، کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے السنۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ، میں نے تین بار یونہی عرض کیا۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میں وہ بات سمجھ گیا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے عرض کی، اے میرے رب! ہاں (میں سمجھ گیا) وہ درجات اور کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا درجات یہ ہیں: ٹھنڈک کے وقت پورا وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور کفارات یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام پھیرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے "السنہ" میں شیرازی نے "القاب" میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز ہم نے صبح کی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ہمیں بتایا۔ فرمایا آج رات میرا رب میری نیند کی حالت میں بہترین صورت میں تشریف لایا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری چھاتی اور کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک سینے میں پائی تو مجھے ہر چیز کا علم عطا کر دیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ۔ پوچھا گیا تو جانتا ہے، فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میرے رب! کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سلام دینا، کھانا کھلانا اور نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کے لیے پیدل جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔(2)

امام ابن نصر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت ابو امامہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 44-243 (3235)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 366، دارالفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہیں؟ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا تو میں اپنی نیند میں ہی ہر اس چیز کو جان گیا جو اس نے مجھ سے دنیا اور آخرت کے بارے میں مجھ سے سوال کیا۔ پوچھا کس بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے تو وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا تو نے سچ کہا، جس نے ایسا کیا وہ خیر پر زندہ رہا اور خیر پر ہی فوت ہوا وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہے جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے تو کھانا کھلانا، سلام دینا، اچھی گفتگو کرنا نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْحَسَنَاتِ وَتَرْكَ السَّیِّئَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَمَغْفِرَةً وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِیْ قَوْمٍ فِتْنَةً فَنَجِّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ''۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ فرمایا درجات اور کفارات میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے وہ کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کی طرف جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

امام طبرانی ''السنۃ'' میں اور خطیب نے ابوعبیدہ بن جراح سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات اور درجات میں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سخت ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں پھر فرمایا کہو میں نے عرض کی کیا کہوں؟ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عَمَلًا بِالْحَسَنَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً وَاَنَا فِیْھِمْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔

امام محمد بن نصر نے ''کتاب الصلاۃ'' میں اور طبرانی نے ''السنۃ'' میں عبدالرحمٰن بن عابس حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ کسی نے عرض کی آج سے بڑھ کر ہم نے کبھی آپ کو زیادہ روشن چہرے والا نہیں دیکھا؟ فرمایا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا ہے۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی پیدل جماعت کی طرف جانا، نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا اور صحیح صحیح وضو کرنا۔ پوچھا اور کس میں؟ میں نے عرض کی درجات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر فرمایا اے محمد! یہ دعا کیا کرو ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 370 (11744)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

الطَّیِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ حق ہیں۔

امام ابن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے "السنہ" میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا۔ مجھے فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں نہیں جانتا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لیے آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز عیاں ہوگئی۔ میں نے عرض کی جی ہاں میرے رب! وہ کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ پیدل جماعت کے لیے جانا، مشکل حالت میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا۔ پھر فرمایا اے محمد! کہو بات سنی جائے گی، سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا، شفاعت کر وشفاعت مانی جائے گی۔ میں نے عرض کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ ...... وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔(1)

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿٧٤﴾

"(اے حبیب!) یاد فرمائیے جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کیچڑ سے۔ پس جب اس کو سنوار دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی (طرف سے خاص) روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ پھر سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے۔ اس نے گھمنڈ کیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان آیات میں جو بات مذکور ہے اسی بارے میں فرشتے جھگڑ رہے تھے۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿٧٧﴾ۚۖ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿٧٩﴾

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 368 (11742)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾

''ارشاد ہوا اے ابلیس! کس چیز نے باز رکھا تھا تمہیں اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے پیدا کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ کیا تو نے تکبر کیا تو اپنے آپ کو اس سے عالی مرتبہ خیال کرتا ہے۔ وہ (گستاخ) بولا میں بہتر ہوں اس سے، تو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے۔ حکم ملا (اے بے حیا!) نکل جا جنت سے بیشک تو پھٹکارا گیا۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت برسے گی قیامت تک۔ ابلیس بولا (اگر یہی اٹل فیصلہ ہے) تو میرے رب! مجھے مہلت دیجیے روز حشر تک۔ جواب ملا بیشک تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ (یہ مہلت) مقررہ وقت کے دن تک ہے۔ کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے۔''

امام ابن ابی الدنیا نے ''صفۃ الجنۃ'' میں، ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور فردوس باغ کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! اس میں دائمی شراب خور اور بے غیرت نہیں رہے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم دائمی شراب خور کو تو جانتے ہیں، دیوث کیا ہے؟ فرمایا جو اپنے گھر والوں کو بدکاری کا مشورہ دیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا: عرش، جنات عدن، قلم اور حضرت آدم۔ پھر ہر چیز کے لیے کن فرمایا تو وہ ہوگئی۔ اپنی مخلوقات سے چار چیزوں کے ساتھ حجاب فرمایا: آگ، تاریکی، نور (1)۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو دست قدرت سے پیدا فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کو دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا، جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا اور قلم کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تین چیزیں پیدا فرمائیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اَجْمَعِیْنَ سے مراد لعین ہے۔ فرمایا الْمُخْلَصِیْنَ نصب کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا قرآن میں یہ لفظ جہاں بھی ہے ہم اسے اسی طرح پڑھیں؟ فرمایا ہاں۔

1۔ چوتھی چیز کا ذکر نہیں کیا جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ تفسیر ابن جریر میں صرف روایت کا پہلا حصہ منقول ہے (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

"فرمایا تو میں حق ہوں اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے اور تیرے سب فرمانبرداروں سے۔"

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَالْحَقُّ ۡ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں حق ہوں اور حق کہتا ہوں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلا فَالْحَقُّ مرفوع اور دوسرا الْحَقَّ منصوب ہے اَقُوْلُ مرفوع ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے فَالْحَقُّ کو مرفوع اور دوسرے الْحَقَّ کو منصوب پڑھا ہے وہ کہتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حق ہوں اور حق بات ہی کہتا ہوں۔ (2)

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

"آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد! کہہ دو جس چیز کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اس پر میں تم سے کوئی دنیاوی اجر نہیں مانگتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی مسجد میں باتیں کر رہا تھا۔ جس بارے میں وہ بات کر رہا تھا وہ یہ تھی يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ (الدخان: 10) قیامت برپا ہوگی۔ وہ منافقوں کے کان اور آنکھیں گرفت میں لے لی گئی۔ مومنوں کو اس سے صرف زکام ہوگا۔ ہم اٹھے اور حضرت عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ گھر میں تھے۔ ہم نے آپ کو بتایا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو علم رکھتا ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔

امام دیلمی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تکلف کا اہتمام نہیں کرتا اور میری امت کے ساتھ موافقت اختیار کرو۔

امام احمد، ابن عدی، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 219، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 219

marfat.com
Marfat.com

شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا ساتھی حضرت سلمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمارے سامنے روٹی اور نمک پیش کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لیے تکلف کرتا۔ میرے ساتھی نے کہا کاش! ہمارے نمک میں پہاڑی پودینہ ہوتا۔ آپ نے اپنا لوٹا بھیجا۔ اسے رہن کے طور پر رکھا اور پہاڑی پودینہ لایا۔ جب ہم نے کھانا کھایا تو میرے ساتھی نے کہا اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں جس نے ہمیں اس رزق پر قانع بنایا جو اس نے ہمیں رزق عطا فرمایا۔ حضرت سلمان نے فرمایا اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا سبزی فروش کے پاس رہن پڑا نہ ہوتا۔ (1)

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سلمان فارسی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مہمان کے لیے اسی چیز کا تکلف نہ کریں جو ہمارے پاس نہ ہو ہم اسے وہی چیز پیش کریں جو ہمارے پاس موجود ہو۔ (2)

ابن عدی نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا آپس میں رحم کرنے والے۔ فرمایا کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ فرمایا مایوس ہونے والے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید جھوٹے اور تکلف کرنے والے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ تکلف کی تین علامتیں ہیں جس چیز کا علم نہیں رکھتا اس کے علم میں تکلف کرے، اپنے سے برتر سے مقابلہ کرے، جس تک پہنچ نہیں سکتا اس کی طرف لمبا ہوتا ہے۔ (3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی چیز کا علم رکھتا ہو وہ دوسرے لوگوں کو سکھائے۔ جس کا علم نہ ہو وہ نہ کہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو ذہن میں تکلف کرنے والا ہوگا اور دین سے یوں نکلنے والا ہوگا کہ اس کے سرے پر صرف نشان ہوگا۔ (4)

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ ﴿۸۸﴾

''اور (اے کفار!) تم ضرور جان لوگے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَعْدَ حِیْنٍ سے مراد موت کے بعد ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا اے ابن آدم! موت کے وقت تیرے پاس یقینی خبر آئے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ حِیْنٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس بات کی صداقت کا انہیں علم قیامت کے دن ہوگا جسے وہ جھٹلاتے تھے اور یہ آیت پڑھی لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ (الانعام: 67) کہا مُّسْتَقَرٌّ سے مراد آخرت ہے جس میں حق ثابت ہوگا اور اس میں باطل باطل ہو جائے گا۔ (6)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 136 (7146)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (7147)
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 271 (5064)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 6، صفحہ 109، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com